

٧ ١٤٥
٦

١٧٨٢

٢٢

R JUNG ESTATE LIBRARY

علوم ترجمہ کے حقوق

(General Section)

PRINTED BY

تصوف

۸۳

حقیقت کی سیر

یعنی منظوم ترجمہ مع رباعیات

حضرت
سلطان ابوسعید ابوالخیر

رحمۃ اللہ علیہ

از جناب

مولوی تقصود احمد صاحب مجذبی اپنوی

منشی سید قربان علی بیل پٹیر اردو معاً

نے اپنے
مناظران کی پزیرائی میں چھپوانے کی

تصوف

۸۹۱، ۲۲۱۲

ابو

۸۳

التماس طابع و ناشر

سب سے پہلے میں نے حضرت سرمد شہید رحمہ کی رباعیوں کا منظر
شائع کیا جو بفضلہ تعالیٰ پبلک میں مقبول ہوا پھر ۱۹۳۲ء میں حضرت حکیم
نیشاپوری کی رباعیان مع ترجمہ منظوم طبع کیں اس کتاب کو بھی ملک نے بید
آج حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیوں کا ترجمہ بھی نظم
شائع کیا جاتا ہے حضرت ابوالخیر کی رباعیوں کا ترجمہ جناب مولوی مقہ
صاحب مجددی رامپوری نے کیا ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
علیہ کے خاندان سے منسلک ہیں۔ مجھے اس ترجمہ کی تعریف و توصیف میں کلمہ
کی ضرورت نہیں ہے دیکھنے والے خود دیکھ لیں گے۔

عاصی۔ قربان علی سہیل

ایڈیٹر اردوئے معلیٰ دہلی

۱۳۔ ذیقعد ۱۳۴۹ھ مطابق ۳ اپریل ۱۳۵۰ء

۸۶۱، ۲۳۱۳
۹-۱

۱۱۷۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

JUNG EST. 11
Oriental Section
UN PRINTED BOOKS

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز

آپ کا اسم شریف ابوسعید فضل اللہ بن ابوالخیر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت دشت خاوران کے قصبہ منبہ میں ہوئی۔ شیخ تقریباً ۵۵۰ یا ۵۶۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے آنکھ کھولی تو جلیل القدر ادیب اللہ کو دیکھا۔ پرورش پائی تو ذی مرتبہ علماء و عرفاء کی گودوں میں۔ سچ ہے ۵

ایں سعادت بزرگوار و نیت تازہ بخشہ خدائے بخشندہ

اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى اللَّهِ مَنْ يُنِيبُ۔ حق تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو اپنے واسطے منتخب فرماتا ہے اور اپنا محبوب بنالیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اُس کے واسطے سے بندگان خدا ہدایت پائیں اور رشد حاصل کریں تو ایسا شخص ہدایتی ہی ولی ہو کر رہتا ہے اور حق تعالیٰ علم ظاہر و باطن۔ شریعت اور طریقت کے مخفی خزانے اُس کے سینے میں ودیعت فرمادیتا ہے۔ ایسا شخص اپنے ساتھ سب کچھ لئے ہوئے دنیا میں آتا ہے، مگر وہ خود نہیں جانتا کہ میرے پاس کیا ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اُن علوم و معرفت کے جاننے کے واسطے بغا ہر مقور سے سبب کی ضرورت ہوتی ہے۔ رازہر سبب کو اختیار کیا اور اُدھر خود بخود وہ جو ہر کھلتے لئے جو اس چلتے پھرتے سنی

کے پتیلے میں پوشیدہ رکھے گئے تھے۔ اللہ اللہ انسان کی ہستی بھی عجیب ہستی ہے
 بے ہمہ اور باہمہ کا مصداق یہی ہے بمعقولی کہتے ہیں اجتماع مذہبین محال ہے۔ مگر اس مٹی کی
 مورت کا نظام ترکیب کیا باعتبار ظاہر اور کیا بالباطن نقیض و نقیض اور ضد و ضد ہے
 آخر کیوں نہ ہو یہ اشرف المخلوقات ہے۔ یہ خلیفۃ اللہ ہے۔ پھر اس سے کون بازی
 لے جاسکتا ہے۔ بہر حال آدم برسر مطلب۔ ان ہی انسانوں میں کے ایک انسان
 حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لباس تو خاک کی تھا۔ مگر مرتبہ عرشی اور معارف
 لامکانی سے حق تعالیٰ نے سرفرازی بخشی تھی۔

ان کا زمانہ بھی وہ زمانہ تھا کہ حضرت جنید اور جناب سبلی کی آنکھیں دیکھنے والے
 موجود تھے۔ علاوہ برائیں اُس وقت کوئی ملک اور شہر اسلامی ایسا نہ تھا جہاں علماء کی
 مجلسیں علم ظاہری سے گرم اور صوفیوں کے صومعے علم باطن سے منور نہ ہوں۔ چنانچہ
 جب حضرت پیدا ہوئے تو ہر طرف اولیاء اللہ نے اس ماوراء اولیٰ کی پیدائش
 کی حضرت ابوالخیر کو مبارکبادیں دیں اور بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ غرض یہ ہے
 کہ حضرت ابوسعید پرورش پاتے رہے اور تحصیل علم ظاہر و باطن کا سلسلہ دن
 بدن بڑھتا رہا۔ سب سے پہلے آپ علماء غرانی کے درس میں شریک ہوئے اور رفتہ
 رفتہ حدیث و فقہ میں بڑا مرتبہ درسیں حاصل کیا۔ چونکہ آپ کی خلقت و طینت میں
 قصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس لئے خواہ مخواہ زیادہ شوق اوسی کا تھا اور بیشتر
 قصوف ہی کی کتابیں دیکھتے رہتے تھے۔ جب اس فن میں زیادہ توغل ہوا تو دل نے کہا
 اغیار سے کنارہ کرو اور گوشہ تنہائی اختیار کرو اس لئے آپ باجائز اپنے والد ماجد
 رحمۃ اللہ علیہ ایک علیحدہ مکان میں رہنے لگے اور مکان کو اقوال صوفیائے کرام اور

قرآن مجید کی آیات کے کتبوں سے جا بجا خوب سجایا۔ ایک روز آپ کے والد ماجد اس مکان میں آپ کے پاس تشریف لائے۔ مکان کی بجاوٹ دیکھ کر فرمانے لگے کہ تم نے تصوف کے کتبوں سے مکان آراستہ کیا ہے۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؓ نے جواب دیا کہ بابا جان آپ کا مکان تصویروں سے آراستہ ہے اور تصویریں بھی شاہانِ وقت اور اُمراءِ زمانہ کی اور ان سے ہی آپ کو اُلفت ہے۔ میں نے بھی اپنے کاشانے کو اُن چیزوں سے پیراستہ کیا ہے جن سے مجھے اُنس ہے اور اس امید پر ایسا کیا ہے کہ شاید کسی وقت محبوبِ حقیقی مجھ پر مہر کی نظر ڈالے اور دولتِ عشق سے مالا مال ہو جاؤں۔ حضرت ابوالخیرؓ پر ان کی تقریر کا اس قدر اثر ہوا کہ اپنے مکان کی تمام تصویریں نکال پھینکیں۔ اس کے بعد حضرت ابوسعید ابوالخیرؓ اپنے والد ماجد کے فرمانے سے مرو تشریف لیگئے اور پانچ برس کامل عبد اللہ حصری اور قفال کے درس میں شریک رہ کر علومِ شرعیہ میں کمال اور تکمیل کا درجہ حاصل کیا۔ دن بھر تحصیلِ علوم میں مشغول رہتے اور رات بھر عبادت فرماتے۔ مگر اتنا باقاعدہ علمِ باطنی کی تعلیم کسی شیخ سے حاصل نہیں فرمائی تھی۔ اس کے بعد سرخس چلے آئے اور ابو علی فقیہ کی خدمت میں رہ کر فقہ و تفسیر میں مزید مہارتِ ماتمہ حاصل فرمائی مگر ہر وقت اہل اللہ کی لوگی رہتی تھی۔ حق تعالیٰ نے ان کا مقصد حاصل فرمایا یعنی سرخس ہی میں حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت لقمانؓ مجنون بہت بڑے کامل مجذوب تھے اور بڑے قوی العزم تھے۔ اس کا قصہ اس طرح ہے کہ شارسٹان سرخس کے کنایے انھوں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ اپنی کملی کی سلائی کر رہے ہیں۔ ان ہی بزرگ کا نام شیخ لقمان تھا۔ یہ دیکھ کر بیہ بھی وہاں جا کھڑے ہوئے اور اس طرح کھڑے

ہوئے کہ سایہ کملی پر پڑتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ نعمان نے سر اٹھا کر کہا کہ میاں لڑکے کچھ خبر بھی ہے ہم نے تم کو بھی اس کملی کے ساتھ سی دیا اور حضرت شیخ کا ہاتھ پکڑ کر شیخ ابوالفضل بن حسن سرخی کی خانقاہ میں لائے اور اُن کے سپرد کر گئے اور شیخ ابوالفضل سے فرمایا کہ جب تک زندہ ہو ابو سعید کی تربیت کرنا۔ شیخ ابوالفضل کے انتقال کے بعد حضرت ابو سعیدؒ شیخ ابوالعباس قصاب آملی کی خدمت میں رہے۔ مگر حقیقتاً جو کچھ تربیت پائی اور جس قدر معرفت الہی حاصل کی وہ شیخ ابوالفضل کی خدمت میں ہی حاصل کی۔ اُن کے انتقال کے بعد ابوالعباس قصاب رحمہ اللہ کی خدمت نے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ اب کیا تھا حضرت شیخ اکسیر ہو گئے۔ جس پر نظر ڈالی سونا بنا دیا حضرت اُن متقدمین بزرگوں میں ہیں کہ جو جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ یہہ اُن صوفیوں میں نہ تھے کہ جو شریعت و طریقت کو جدا گانہ سمجھتے تھے۔ حضرت شیخ کا مسلک ہی یہ تھا کہ اتباع شریعت ہی طریقت و حقیقت ہے اور یہی اصل وجہ ان کے علوم مرتبت کی ہے ان کے زمانے میں جعفر کاملین و عارفین تھے سب ان کے آگے سر تسلیم خم کرتے تھے اور سب سحر تھے۔ ان کی بزرگی کا حال اس ایک لفظ سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے (جن کے مزار مبارک پر حضرت سلطان الہند غریب نواز معین الدین خشتی اجیری رحمۃ اللہ علیہ نے زمانے تک چلے کشتی کی ہے) جلیل القدر بزرگ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر معتکف رہے ہیں۔ ایک روز حضرت داتا صاحب حضرت شیخ کے مزار مبارک پر مراقب تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سفید کبوتر اُڑتا ہوا آیا اور حضرت شیخ کی قبر پر جو تھیلی پڑی ہوئی تھی اُس کے نیچے چلا گیا۔ اٹھوں نے اٹھ کر تھیلی کو دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا۔ دو تین روز یہی

واقعہ دیکھا۔ حیران تھے کہ یہ عجیب قصہ ہے؟ ایک شب خواب میں شیخ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ وہ کبوتر دراصل میری معافی معاملہ ہے جو ہر روز مجھ سے ملنے آتی ہے۔

شیخ کے کشف و کرامات اس قدر ہیں کہ اس مختصر تحریر میں اُن کی گنجائش نہیں ہے کسی نے شیخ سے دریافت کیا کہ بعض اہل اللہ دریا پس پلٹے ہیں اور چشمِ زدن میں طے الارض کو لیتے ہیں بعض ہوا میں اُڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خس و خاشاک میں پانی چلتا ہے (یعنی بہتا چلا جاتا ہے) شیطان دم بھریں کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے۔ نکمیاں بھی ہوا میں اُڑتی ہیں۔ جو اہل اللہ ہیں اُن کے نزدیک یہ امور بے معنی ہیں اور نسبت الی اللہ تعالیٰ علیحدہ چیز ہے۔ مرد خدا وہ ہے جو دنیا میں ایک کالج کرے بیوی بچوں کے اور تمام مخلوق کے حقوق اور پھر حقوق اللہ و دونوں کو شریعت کے مطابق بے کم و کاست ادا کرے اور پھر ایک لحظہ بھی یادِ اہی سے غافل نہ ہو **رَجَالٌ لَا تُلَهِیْہُمْ تِجَارَةٌ** وَلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ کا وہی شخص مصداق ہو سکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ سے کسی نے حدیث شریف **تَعْمَلُ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ** کے معنی پوچھے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک ساعت اپنی نیت میں فکر کرنا ایک سال کی اُس عبادت سے بہتر ہے جو خودی کے ساتھ ادا کی جائے اور یہہ رباعی فرمائی۔

تار وے ترا بیدم لے شیخ طراز نہ کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں باتو بوم مجاز من جملہ نماز چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز
شیخ محمد ابونصر طیبی نامی ایک بزرگ تھے اُنھوں نے حضرت شیخ کی بہت شہرت سنی۔ اتفاقاً خواجہ ابوبکر خطیب مروے نیشابور جا رہے تھے۔ جب شیخ

ابونصر سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ شیخ ابوسعید سے مل کر ہمارے ایک سوال کا جواب لیتے آنا اور سوال یہ ہے کہ ”آثار کے لئے محو ہے“ خواجہ نے کہا لکھ کر دیجئے چنانچہ شیخ ابونصر نے لکھ دیا۔ خواجہ نیشا پور پہنچے تو سرے میں اترے۔ انھوں نے دیکھا کہ دو شخص مجھ کو پکار رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ شیخ ابوسعید صاحب نے بلایا ہے اور کہا ہے کہ میرے پاس آکر سرے میں ٹھہرنا ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھتے ہی فرمایا:-

اهلا لسعد الرسول وحبذا وجه الرسول لحب المرسل
اور فرمایا وہ خط تو دو، دیکھوں ابونصر نے کیا سوال کیا ہے۔ خواجہ نے خط پیش کیا۔ فرمایا جب جاؤ گے جواب لیتے جانا۔ خواجہ نے چند روز رکھ کر واپسی کے وقت جواب طلب کیا۔ فرمایا کہ اس بیرے کہدینا کلا ثقی وَلَا تَذَكُرْ (یعنی عین ہی کو بجا نہیں اڑ کہاں رہیگا) یعنی جب حقیقت کا اظہار ہوا پھر کوئی چیز باقی نہ رہی کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔ خواجہ نے سر جھکا کر عرض کی میں سمجھا نہیں۔ فرمایا یہ رباعی یاد کر لو بس یہی جواب ہے۔

جسم ہمہ اشک گشت جہیم بگر لیت در عشق تو بے جسم ہی باید زیت
از من اترے نماںد و این عشق از بیت چوں من ہمہ معشوق شدم عاشق کیت
خواجہ نے مرو میں آکر شیخ ابونصر کو یہ رباعی سنائی۔ رباعی سننے ہی ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اس حال میں ایک ہفتہ زندہ رہے بالاخر بعد ایک ہفتے کے انتقال ہو گیا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا حال مطابق قال تھا یعنی باطن و ظاہر شریعت خراکے موافق تھا سیر موفرق ہونے نہ پاتا تھا۔ اور علاوہ علم و فضل ظاہری و باطنی کے حضرت شیخ شاعر بھی تھے مگر نہ وہ شاعری جسکے تعلق قرآن مجید میں مذمت فرمائی گئی ہے کہ الشعراء

يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ اَلَمْ يَكُنْ أَنتَ مَلْأَمَهُمْ
 میں سے تھے اور الشعر الحکمتہ وان الحکمتہ لسحر کے مصداق۔ آپ کی
 شاعری آپ کے جذبات و ارادات عشق الہی نظم کرنا تھا۔ یہ جذبات اور یہ ارادات
 ہر وقت آپ پر وارد و طاری ہوتے رہتے تھے۔ کل انا ویتزمتہ بما فیہ
 ظاہر ہے انسان ضبط بھی کہاں تک کر سکتا ہے اسلئے خود بخود حضرت شیخ کی زبان
 و ارادات و جذبات نظم کی شکل میں آجاتے تھے اور ایک مصالحت یہ بھی تھی کہ اس
 کلام سے بڑے بڑے کالمین نے فوائد حاصل کئے اور تاقیامت حاصل کرتے رہیں گے۔

حضرت شیخ کا تمام کلام صرف رباعیات ہی ہیں۔ اگرچہ عمر خیام رباعیات
 کا حاکم ہے مگر حضرت شیخ نے جو بات کہ رباعیات میں بیان فرمادی عمر خیام کو
 اُس کی ہوا بھی نہ لگی۔ قال کو حال سے نسبت نہیں ہو سکتی۔ تمام متقدمین کی طرح
 حضرت شیخ کی زبان بھی صاف و سادہ ہے اور مفہوم اس قدر دہجپ کہ جبک بیان شکل
 البتہ کہیں کہیں تخمین خطی و لفظی ضرور پائی جاتی ہے مگر وہ بھی نہایت حسن و خوبی سے۔
 چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ خزان کے موسم میں حضرت شیخ ایک درخت کے نیچے
 آرام فرما رہے تھے۔ موسم خزان کا تھا اُس درخت کے پتے بالکل زرد تھے۔ دیکھتے
 ہی فرمایا کہ:-

تواز مہر زرد و من از مہر زرد تو از مہر ماہ و من از مہر ماہ

حضرت شیخ کے مرتبہ فنا کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ خواجہ مظفر خداوندی رحمۃ اللہ
 علیہ کی مجلس میں حضرت شیخ کا ذکر ہو رہا تھا۔ خواجہ نے کہا مجھ میں اور شیخ ابوسعیدیں
 یہ نسبت ہے کہ جس طرح بیابان میں ایک دانہ ہوا اور وہ دانہ شیخ ابوسعید ہے حضرت شیخ

کے مریدین و مخلصین نے جب یہ سنا تو اُن کو ناگوار گزارا اور حضرت شیخ سے یہ واقعہ حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ خواجہ سے جا کر کہو کہ وہ ایک دانہ بھی تو ہی ہے۔ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔

ایک روز حضرت شیخ کے روبرو کسی قوال نے یہ بیت پڑھی ۵
 اندر غزل خویش نہاں خواہم گشت تا برب تو بوسہ دہم چو نش بخوانی
 حضرت شیخ نے دریافت کیا یہہ بیت کس کی ہے؟ قوال نے عرض کی عمارہ کی
 حضرت شیخ نے فرمایا۔ چلو کہ عمارہ کی زیارت کریں۔ چنانچہ اپنی ایک جماعت
 کے ساتھ جا کر اُن کی زیارت کی اور خود یہ رباعی پڑھی رباعی
 در راہ یگانگی نہ کفر است و نہ دین یک گام ز خود بروں نہ و راہ ہیں
 لے جان جہاں تو راہ اسلام گزین با مار سیہ نشین دبا خود منشیں
 حضرت شیخ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان حجاب آسمان و زمین،
 عرش و کرسی نہیں ہیں بلکہ خود انسان کی خودی حجاب ہے۔ چاہئے کہ اس خودی کو
 درمیان سے اٹھائے تاکہ شاہد حقیقی جلوہ گر ہو۔

حضرت شیخ کی عمر شریف ۸۳ سال ۴ ماہ کی ہوئی اور شب جمعہ ماہ شعبان
 ۱۰۰۰ھ ہجری کو انتقال ہوا۔ یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے آگے حسب
 ذیل اشعار پڑھے جائیں۔

اشعار

خوبتر اندر جہاں نیں چہ بود کار	دوست بردوست رفت یار بر یار
آں ہمہ اندوہ بودایں ہمہ شادی	واں ہمہ گفتار بودایں ہمہ گودار

(مستفاد احمد بن علی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باز آ۔ باز آ۔ ہر انچہ ہستی باز آ گر کافر و گہروبت پرستی باز آ

ایں در گہ ماور گہ نو میدی نیست صد بار اگر تو بہ شکستی باز آ

جو کچھ بھی ہے جو حال ہے تیرا۔ آجا کا فر ہے کہ بت پرست دترسا۔ آجا
در گاہ ہماری نہیں جائے حراماں سو مرتبہ گو تو ڈی ہو تو بہ۔ آجا

نیما۔ جانب بستان گذر کن بلو آں نازیں شمشاد مستدرا

پیشرف قدم خود زمانے مشرف کن خراب آباد مارا

نسیم صبح تو گلشن میں جاگے یہ کہنا اس حسین شمشاد قد سے
کہ اپنے دم قدم سے آگے دم بھر شرف دیراں کدے کو میرے بغلے

خداوند ابگردانی بلارا ازیں آفت نگہداری تو مارا

بحق آں دو گیسوئے محمدؐ زبوں گرداں زبردستان مارا

خداوند ابلا کو دور کر دے اس آفت سے مجھے محفوظ رکھے
مظیل گیسوئے مشکین احمدؐ دکھانہما زبردستوں کو سیسے

وافر یاد از عشق دانس یادا کارم بیکے طرفہ نگار افتاد

گردا و من شکستہ دادا- دادا در نہ من و عشق ہر چہ باوا- باوا

اس عشق کے ہاتھوں میں فریادی اک طرفہ جفا کار سے کی ہے یاری

انصاف جو مجھ شکستہ دل کا نہ ہوا تو میں ہوں اور عشق خواہ پھر کچھ بھی

یار ببحمد و علی وز ہرا یارب بحسین و حسن آل عبا

از لطف بر آرجاتم در دوسرا بے منت خلق یا علی الاعلیٰ

یار بے محمد و علی و نہ ہر ا یارب بحسین و حسن آل عبا

عاجت مری تو لطف پوری کرنے بے منت خلق اے علی الاعلیٰ

اے دلبر ما- بیاش بے دلبر ما یک دلبر ما- بہ از صد دلبر ما

نہ دلبر ما- نہ دلبر اندر بر ما یا دلبر ما- فرست یا دلبر ما

بے یار مرے پہلو میں اے دل خٹھہر سو دل سے ہماے- ایک دلبر بہتر

پہلو میں ہماے دل آغوش میں یار دلبر کو- نہیں تو- دل کو بھیج- رب اکبر

منصور حلاج آں نہنگ دریا کز پیہ تن داؤہ جاں کرد جدا

روزے کہ انا الحق بزباں نمی در منصور کجا بود- خدا بود خدا

منصور حلاج وہ نہنگ دریا کی جان عزیز جسم سے جس نے جدا

جس روز انا الحق کہ زباں پر لایا منصور کہاں تھا وہ- خدا تھا وہ خدا

من دوش دعا کردم و باد آیمنا تا بشود آں دو چشم باد آیمنا

از ویدہ بدخواہ ترا چشم رسید ^۸ در ویدہ بدخواہ تو بادا - ریمنا

آمین کہی ہوا نے کل دعا جو مانگی تاکہ ہوں وہ بادامی آنکھیں جھی
بدخواہ جو تیرا ہے ہوئی اُس کی نظر ^۸ اللہ کرے پھوٹیں نہ آنکھیں اُس کی

اے کردہ عنایت غارت ہوئی دل ما در و تو شدہ خانہ فروزش دل ما

رندی کہ مقدساں زو محرومند ^۹ عشق تو مَرِ اُذ گشت بگوش دل ما

کب جین غم عشق میں آیا دل کو فرقت میں تری درسنے مارا دل کو
رندی کہ میں نادان خشک دست محروم ^۹ اُس نے ہی تیرا عشق سکھایا دل کو

در ویدہ بجائے خواب آب است مرا زیراکہ بدیدنت شباب است مرا

گویند بخواب تا بخوابش بینی ^{۱۰} لے پخراں چہ جائے خواب است مرا

ہیں اشک بجائے خواب آنکھوں میں مری ہے مد نظر یہ - تجھے دیکھوں جلدی
سب کہتے ہیں سو جا کہ نظر آئے یار ^{۱۰} لے بے خبر - نیند کی یہ کیا ہے گھڑی

تا دور رسید چشم خو خوار ترا خواہم کہ کشد جان من آزار ترا

یار ب کہ ز چشم زخم دوراں ہرگز ^{۱۱} دروے نرسد ز گس بیمار ترا

جب نظر بد - تری آنکھوں کو لگی خواہش ہے کہ پہنچے مجھے تکلیف تری
آفات زمانہ سے خدا تجھ کو بچائے ^{۱۱} بیمار نہو ز گس بیمار کہی

مہبان تو خواہم آمدن جانانا می توانی کن ز حاسد ال نہانا

خالی کن ایں خانہ ز بس مہانا ۱۲ بامکس رانجانہ در منشانانا

جی میں ہے کہ مہان بنوں۔ یار ترا خلوت میں رقیبوں سے الگ مجھ کو بلا

خالی ہو گھرایا کہ نہ ہو غصہ کوئی ۱۲ اور کوئی نہ ہو پاس تے میرے سوا

آں رشتہ کہ قوت روان ست مرا آراش جان ناتوان ست مرا

بر لب چو کشی جاں کشم نہ پے آں ۱۳ بیوند جو بارشتہ جان ست مرا

وہ رشتہ اُلفت کہ ہے زندگانی اُس سے دم میں تے قوت ہے روانی اُس سے

ظہار کرے تو۔ تو خدا ہو جاؤں ۱۳ ہے جان کا بیوند نہانی اُس سے

تا چند کشم غصہ ہرناکس را وز خست خود خاک شوم ہر کس را

کارم بد عاچو بر مخی آید راست ۱۴ وادم سے طلاق ایں فاکا طلس را

کتک میں ٹھاؤں غصہ ہرناکس کا ذلت سہوں نا اہل کی کب ہے اچھا

دوں۔ تین طلاقیں آسمان کو اُس دم ۱۴ کچھ کام نہ جب دُعا سے نکلے اپنا

ہر گاہ کہ بینی دوسہ سر گرداں را عیب رہ مرداں نتواں کرد آں را

تقلید دوسہ مقلد بے معنی ۱۵ بدنام کند رہ جواں مرداں را

دو ایک کو آوازہ اگر تو دیکھے مردان خدا پر نہ لگا عیب اُس سے

تقلید سے بے معنی مقلدوں کی اکثر ۱۵ ہو جاتے ہیں بدنام خدا کے بندے

دنیا جم را و قیصر و خاقان را	۱۵	تسبیح ملک را و صفارضاواں را
دوزخ بہ ہداں بہشت مرنیکاں	۱۶	جاناں مارا و جان ما جاناں را
بے قیصر و جم کے لئے دنیا زیب	۱۶	تسبیح ملک کے لئے رضاواں کو عنیا
دوزخ ہے بدوگ لئے نیکوگ بہشت	۱۶	جاناں کی مری جان تو جاناں میرا
وصل تو کجاؤ و من مہجور کجا		دروانہ کجا حوصلہ مور کجا
ہر چند ز سوختن نذارم با کے	۱۶	پروانہ کجا و آتش طور کجا
تیرا کہاں وصل اور یہ مہجور کہاں		دروانہ کہاں حوصلہ مور کہاں
ہر چند میں ڈرتا نہیں جلنے سے مگر	۱۶	پروانہ کہاں اور آتش طور کہاں
بر تافت عثمان صہبوی از جان خراب		شد ہجور کباب حلقہ چشم از تب و تاب
دیگر چہ عثمان نہ پیچیم از حکم تو سر	۱۸	گر دولت پا بوش یا ہم چور کباب
اب صبر کے قابل نہ رہی جان خراب		آنکھوں میں پڑے حلقے بڑھا جب بیاپ
سرتابی ترے حکم سے ہرگز نہ کروں	۱۸	پا بوش کی دولت جو طے شش کباب
از چرخ و فلک گردش کیساں مطلب		وز دور زمانہ عدل سلطان مطلب
روزے پنج کہ در جہاں خواہی ہو	۱۹	از ارادہ بیچ مسلمان مطلب
اس چرخ سے تو گردش کیساں کو نہ چا		اور دور جہاں میں عدل سلطان کچا
جو عمر کہ پنج روزہ تیری گذرے	۱۹	لازم ہے کہ آزار مسلمان کو نہ چا

گہ میگردم بر آتش ہجر کباب	گہ سرگردان بجر غم ہچو حساب
۲۰	۲۰
القصہ چو خار و خن میں دیر خراب	گہ بر سر آتشم گہے بر سر آب
جلتا ہوں کبھی بجر میں مانند کباب	یا بجرالم میں غوطہ زن مثل جباب
۲۰	۲۰
القصہ جہاں میں خار و خن کی مانند	ہوں آگ میں جلتا تو کبھی بر سر آب
کارم ہمہ نالہ و خروش است شب	نے صبر پدید آو نہ ہوش است شب
۲۱	۲۱
دو شمع خوش بود ساعت پنداری	کفارہ سخوش دلی و دوش است شب
اس رات مرا کام ہے فریاد و فغاں	اب صبر کہاں اور مجھے ہوش کہاں
۲۱	۲۱
کل میش میں گدڑی جو گڑی۔ آجکی رات	بدلہ ہے اسی کا۔ مجھے ہوتا ہے گماں
اے آئینہ حسن تو در صورت زیب	گرداب ہزار کشتی صبر و شکیب
۲۲	۲۲
ہر آئینہ کہ غیر حسن تو بود	خو اند خروش سراب صحرائے فریب
صورت کا تری سخن ہے خود آئینہ	کشتی کے لئے صبر کی۔ گرداب بلا
۲۲	۲۲
جو دل بھی کہ ہو حسن سے تیرے خالی	عقل اسکو سمجھتی ہے سراب صحرا
دور از تو نقصا دہر بر من تنگ است	دارم دلکے کہ زیر صدمہ من سنگ است
۲۳	۲۳
عمریت کہ بدلتش زماں احوال است	جانیت کہ بُردنش اجل رائگ است
فرقت میں تری دہال ساری دُنیا	سو من کا پہاڑ میرے دل پہ ہے ہرا
۲۳	۲۳
وہ عمر کہ دن جبکہ جہاں کیلئے ننگ	وہ جان جسے۔ اجل چاہے لے جانا

۱۴ اے راکھ قضا ز خیل عشاق نوشت آزاد از مسجد است فلخ ز گشت

دیوانہ عشق را چہ ہجران وصال ۲۴ از خویش گذشتہ را چہ دوزخ چہ بہشت

جو شخص ازل ہی سے کہ عاشق ٹھہرا
تجائہ و مسجد سے وہ آزاد ہوا
۲۴ کیا جنت و دوزخ - جو خود ہی گذرا

۲۵ اے دل بہر خوشی شکیبائی چسیت دے جاں بدر اگر این رعنائی چسیت

اے دیدہ چہ مرد میت - شہرست با دا نادیدہ کجاں دوست بینائی چسیت

دل! ہو بہر تن خوں - شکیبائی کیا؟
اے آنکھ! یہ مرد می بکریا نرم تو کر
۲۵ لے جان نکل آ کہ یہ رعنائی کیا؟
بے دیکھے ہوئے یار کے بینائی کیا؟

دل عادت و خو جنگجوی تو گرفت جاں کو ہر بہت سہر کوئے تو گرفت

۲۶ گفتم بخط تو جانب مارا گیر ایں ہم طرف روئے نکوئے تو گرفت

دل نے تری خوئے جنگجوی سیکھی
ہو جائے ہمارا - خط عارض سے کہا
۲۶ کی جان نے ہمت - کہ وہ بے تری گئی
رخسار کی اُس نے بھی طرذاری کی

گفتار نکو دارم و کردارم نیست از گفت نکوئے بے عمل عارم نیست

۲۷ دشوار بود کردن و گفتن آساں آساں بسیار ہیچ دشوارم نیست

گفتار اگر اچھی ہے تو کردار نہیں
کرنا جو ہے دشوار - تو آساں کہنا
۲۷ اس بے عملی سے مجھے کچھ عار نہیں
آساں تو بہت ہے - کچھ بھی دشوار نہیں

اے خواجہ تراغم جمال ماہست اندیشہ باغ و رخ و خرم گل ماہست

ماسوختگان عالم تجریدیم ۲۸ ماراغم لا الہ الا اللہ ماہست

اے خواجہ تجھے ہے فکر حسین دلدار

ہم عالم تجرید کے ہیں سوختہ تن ۲۸

گویند دل آئینہ آئیں عجب است در رخ شاہان خود ہیں عجب است

در آئینہ رخ شاہان نیست عجب ۲۹ خود شاہد و خود آئینہ اس عجب است

سب کہتے ہیں دل بھی ہے عجب آئینہ

یار آئے نظر اس میں - تحریرت نہیں کچھ ۲۹

در ہجرا یم قرار می باید و نیست آسائش جان زار می باید و نیست

سرمایہ روزگار می باید و نیست ۳۰ یعنی کہ وصال یار می باید و نیست

فرقت میں جو چاہا بھی تو آیا نہ قرار

سرمایہ روزگار چاہا - نہ ملا ۳۰

روزم بغم جہان فرسودہ گذشت شب در ہوس بودہ و نابودہ گذشت

عمرے کہ از دمنے جہانے از رو ۳۱ القصہ بفکر مائے یہ بودہ گذشت

دن میراغم جہان میں ساہ گذرا

جس عمر کو ایک دم ہے جہان کی قیمت ۳۱

بیکار ہوس میں وقت سب صرف ہوا

القصہ - کئی یوں ہی نہ کچھ کام کیا

گریم ز غم تو زار و گوی زرق است	چوں زرق بود کہ دیدہ و رخسار است
تو پنداری کہ جملہ لہا دل تو است	نہ نہ صنما۔ میان دلہا فرق است
تم بخت ہو مگر۔ میں ہوں غم سے روتا	وہ مگر ہے کب۔ لہو جو آنکھوں سے بہا
اپنا سا ہر اک دل کو سمجھتے ہو تم	ہرگز نہیں۔ دل۔ دل میں بھی ہے فرق
آں را کہ فنا شیوہ و فقر آئین است	نہ کشف و یقین معرفت دین است
رفت از میاں ہمیں خدا ماند خدا	الفقر اذا تم ہو اللہ این است
جس نے کیا فقر و فنا کا شیوہ	ہے کشف و یقین معرفت دین کچھ اُس کا
خود مت گیا جب وہ۔ تو خدا ہی ہے خدا	الفقر اذا تم ہو اللہ یہ رہے
کردم تو بہ شکستیش روز نخست	چوں شکستم تو بہ ام خواندی چست
القصہ زام تو بہ ام در کف تست	یکدم نہ شکستہ اش گذاری نہ درست
تو بہ شکنی میری اذل سے سختی کھی	بھر خلم ہے تو بہ کا۔ جو تو بہ تو زی
انقصہ میری تو بہ ترے ہاتھ میں ہے	ہے ڈھیل کھی اُس میں کھی مضبوطی
دنیا بمثل چو کوزہ زرین است	گہ آب در و تلخ و گہ شیرین است
تو غرہ مشوکہ عمر من چندین است	کیں اسپیل ام زیر زرین است
دنیا بشان کوزہ زرین ہے	پانی کھی اُس کا تلخ اور کھی شیرین ہے
تو غرہ نہ کہ عمر تیری ہے بہت	یہ اسپیل۔ دام زیر زرین ہے

تا در نہ رسد و عداۃ ہر کار کہ ہست سوئے نہ دہد یاری ہر بار کہ ہست

تا ز حمت سر ما و ز مستان نکشد ۳۶ پُر گل نشود دامن ہر خار کہ ہست

وقت آئے نہ جیتک نہ ہو پورا دعا ہر دوست کی یاری میں نہیں نفعِ ذرا

برداشت نہ جیتک کہ سردی مگر ۳۶ ہزار کا دامن نہ ہو پھولوں سے بھرا

یارب تو زمانہ را دلیلے بفرست نمروداں را پشتہ چوپیلے بفرست

فرعونیکان ہمہ زبردست شدند ۳۷ موسیٰ و عصاؤ رو نیلے بفرست

دنیا کہیے راہ نما۔ رب غفور نمرودوں کا سر توٹے۔ کرا یا مامو

ظالم ہوئے فرعون صفت بیحد سے پھر ۳۷ موسیٰ و عصاؤ رو نیلے نمرود

آساں از خود اماں نتواں یافت دیں شربت شوق را کمال نتواں یافت

ز اس کے عزیز جان شتا قان است ۳۸ یک جرعه بصد ہزار جان نتواں یافت

آسان نہیں اپنی خودی کا کھونا یہ شربت شوق صفت کس نے ہے پیا

وہ نے کہ عزیز جان شتا قان ہے ۳۸ گھونٹ اُس کا ہزار جان دیکھ نہ ملا

از درد و نشان مدہ کہ در جان نیست بگذر ز دلایت کہ آن آن تو نیست

از بخردی بود کہ باجو ہریاں ۳۹ لاف از گہرے زنی کہ در کان تو نیست

نام اُس کا نہ لے نہ ہو درد دل کے اندر جوشے نہیں تیری اُس سے کہ قطع نظر

ہے جو ہریوں کے سامنے حماقت کی دیل ۳۹ شیخی تو بگھارے نہ ہو معدن میں گہر

چشم ہما شک گشت جسم بکسیت • در عشق تو بے جسم ہی باید زیست

از من اثرے نما ندایں گریختیت ۴۰ جوں من ہمہ معشوق شدم عاشق کسیت

آنکھیں ہوئیں اشک، جسم میرا دیا بے جسم ترے عشق میں جینا اچھا
میں ہی نہ رہا تو پھر یہ روتا ہے کون معشوق ہوا میں۔ تو کون عاشق ٹھہرا

تا پائے تو رنجہ گشت و باد روخت مسکیں دل رنجور من از دروگہ اخت

گویا کہ ز روزگار در دے دارد ۴۱ ایں درو کہ در پائے تو خود را انداخت

جب سے کہ ترا پاؤں ٹوکھا۔ درد ہوا میرے دل رنجور میں بھی درد اٹھا
گویا کہ زمانے کو ہے اس درو کا درد جو درد کہ جا کر ترے قدموں پہ پڑا

عشق تو بلائے جان و لیش من است بیگانہ نمی شود مگر خویش من است

گفتم سفرے کنم۔ ز غم بگریزم ۴۲ منزل منزل غم تو در پیش من است

ہے عشق بلائے جان میں ہوں بیدل بیگانہ نہیں ہوتا ہے مجھ پر مائل
میں نے کہا اس غم سے بچوں کر کے سفر تیرا ہی رہا غم مجھے منزل منزل

زاں سے خورم کہ روح پمانہ اوست زان مست شدم کہ عقل دیوانہ اوست

دو دے بمن آمد آتش با من زد ۴۳ زان شمع کہ آفتاب پر واندہ اوست

پتیا ہوں وہ لے کر روح جکا پیا نہ ہے میں مست ہوں اُسکا ہوش جکا دیوانچہ
جلتا ہوں میں اس شمع کے دھوئیں سے جکا یہ صہر جہاں تاب بھی پر واندہ ہے

زنا پرست زلفِ عنبر بویت • محراب نشین گوشہ ابرویت

یارب تو چہ کعبہ کہ باشد شبِ روز^{۴۴} روئے دل کا فردوسِ سماں سویت

زنا پرست کوئی کیسو کا ہوا بے گوشہ نشین کوئی ترے ابرو کا
کعبہ ہے عجب تو بھی۔ اہی۔ کہ دھڑھ^{۴۴} روئے دل کا فردوسِ سماں دیکھا

بادلِ گفتہ کہ لے دلِ حوالِ تو چسیت دل دیدہ پر آب کرد و لبیاں گر لیت

گفتا کہ چلو نہ باشد احوالِ کسے^{۴۵} کور اہمراؤ دیگرے باید زلیست

احوال جو میں نے اپنے دل سے پوچھا اشک آنکھوں میں بھر لایا بہت ہی دیا
کہنے لگا اس شخص کا احوال ہی کیا^{۴۵} مرضی پہ جو دوسرے کی جس کا جینا

لے مقصہ خورشید پرستالِ ویت محرابِ جہانیاں خم ابرویت

سرمایہ عیشِ تنگدستِ ماں دہنت^{۴۶} سرِ رشتہ دہلے پریشاں سویت

ہے مقصد خورشید پرست روئے نیکو اور اہل جہاں کے لئے مسعد ابرو
سرمایہ عیشِ تنگدستوں کا۔ دہن^{۴۶} سرِ رشتہ پریشان دنوں کا۔ کیسو

غم عاشقِ سیدہ بلا ہر دما است خوں و دلِ آرزو چشمِ ترا است

ہاں غیر اگر حریفِ یابی پیش آئے^{۴۷} کمالِ ماس بجائے بادہ و ساغرِ ماست

آذا طلبِ سینہ کا عاشق ہے غم خوں دہل آرزو ہے اشکِ پیہم
اے غیر حریف ہے تو میدانِ میرا^{۴۷} پی جا کہ بجائے مے ہے پیانا میں سم

ذکر شور عشق جائے آسائش نیست آنجا ہمہ کاہشت افزائش نیست

بے در و والہم توقع در مان نیست ^{۴۸} بے جرم و گنہ امید بخشائش نیست

یہ کشورِ عشق جائے آرام نہیں راحت کا بجز بے کس نام نہیں

بے در و والہم نہیں امید دریاں ^{۴۸} بے جرم گنہ بخشش و انعام نہیں

عشق آمد و گزشتہ برجام ریخت عظم شد و صبر رفت و ہوشم بگریخت

زین آفتہ سخت دوست و ستم بگرفت ^{۴۹} چوں دید کہ ہرچہ در پایم ریخت

عشق آیا تو جان پر وہ آئی آنت عقل و خرد و صبر ہوئے سب رخت

اس واقعہ سخت میں جن کام آیا دوست ^{۴۹} کی اُس نے مری ہر ایک ممکن خدمت

گر مُردہ بوم برآمدہ سالے بیت چہ پنداری کہ گورم از عشق تہیت

گردست بجا کہ من نہی کا کسیت ^{۵۰} آواز دہم کہ حال معشوقم چسیت

مر کہ مجھے ہو بیستس برس کا عرصہ کیا عشق سے خالی مراد نہن ہو گا

تو خاک کی چٹکی بھی اٹھائے گا اگر ^{۵۰} پوچھوں گا یہی - یا رہے میرا کیا

لے قبلہ ہر کہ مقبل آمد رویت روئے ہمہ مقبلان عالم سویت

امروز کے گز تو بگرداند روئے ^{۵۱} فردا بکدام رو بہ بسند سویت

چہرہ ترا قبلہ ہے ہر اک مقبل کا ہر صاحب اقبال کا تو قبلہ نا

بد بخت اگر آج پھر التجہ سے کوئی ^{۵۱} کس منہ سے وہ کل دیکھ گیا دیدار ترا

از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوب است ہستی و توابعش ز ما منکوب است

۵۲ ایں دست پدید گشتہ در صورت ما ایں قدرت فعل ازاں بامسوب است

ہے نیستی و عجز ہی - ہم سے مطلوب ہستی و لوازم اُسکے ہم سے منکوب صورت میں ہماری خود ہوا وہ ظاہر ۵۲ ہیں قدرت و فعل صرف ہم سے منسوب

گر سببہ صد و انہ شمار ی خوب است و رجام مے از کف نگذاری خوب است

۵۳ گفتی چہ کنم - چہ تھخہ آرم بر دوست بے در و میاں ہر آنچہ آری خوب است

سوداے کی تسبیح شماری بھی بھلی پیاناٹ ہاتھ میں - اچھا وہ بھی تو کہتا ہے - لیجاؤں میں کیا کیا ہے ۵۳ آدھ کے ساتھ - پھر ہے ہر چیز کھری

آلودہ دنیا جگر ریش تراست آسودہ تراست ہر کہ درویش تراست

۵۴ ہر خر کہ بروزنگی و زنجیرے هست چوں برنگری بار بروزیش تراست

آلودہ دنیا ہے زیادہ مضطر جو جتنا ہے درویش ہے آسودہ تر جس خرپے کہ زنگورہ و زنجیرے بھی ۵۴ اُسپر ہی زیادہ بار ہو گا اکٹھ -

دی شب کہ دلم ز تاب سچراں خست اشکم ہمہ درویدہ گریاں می خست

۵۵ می سوختم آنچنان کہ غیر از دل تو بر من دل کافر و مسلمان می خست

کل شب تپ فرقت میں جلا کچھ ایسا جوا شک تھا آنکھوں میں جلا خشک ہوا ۵۵ مجھپر دل ہر گز نہ مسلمان جلا

سیمانی شد ہوا روز نگاری وشت لے دوست بیاؤ بگذرانہر چہ گذشت

گرمیل وفا داری۔ اینک لہ جا ۵۶
وسیل جفا داری اینک سر وشت

چلتی ہے ہوا۔ سبز ہوا۔ سارا وشت

۵۶ ہے میل وفا اگر تو حاضر دل و جان
ہے خواہش جو را گر۔ تو یہ ہے سر وشت

عقرب سہر زلف یار و مہ چنبر است (موج)
شیریں سخنی کہ شہد در شکر دوست

۵۷ بایں ہمہ کبر و نماز کا ند سہر است
فرماں وہ روزگار فرماں برا و ست

(موج) عقرب۔ سہر زلف۔ چاند اس کا حلقہ

۵۷ بایں ہمہ کبر و نماز جو ہے اس کو
فرماں وہ روزگار اس کا بندا

لے دل چو خدنگت رگ جاں کشود
نمائے بکس خرقہ خوں آلود

۵۸ می نال چنانکہ نشوند آواز ت
می سوز چنانکہ بر نیاید وود ت

جب تیر نظر تیری رگ جاں میں گے

۵۸ آواز سنے نہ کوئی اس طرح سے رو

سہر سخن دوست نہی یارم گفت
دوست گراں بہا۔ نہی یارم صفت

۵۹ ترسم کہ بخواب در بگویم۔ بکے
شہا است کہ ز خوف نہی یارم خفت

سہر سخن دوست۔ نہیں کہہ سکتا

۵۹ کہہ گذروں کسی سے نہ کہیں خواب میں
راتیں ہوئیں۔ اس ڈرت نہیں میں بیا

دربحر یقیں کہ دُر تحقیق بے است گرداب در وجودم کشتی نفسے است

ہر گوش صد حلقہ چہمت پر آب ۶۰ ہر موج اشارہ ڈا برے کے است

پُر از دُر تحقیق یقیں کا دریا اُس میں ہے فقط یہ نفس گرداب بلا

ہر سپی اشارہ چہمت پر آشک کا ہے ۶۰ ہر موج میں ابرو کا کسی کے نقشا

شب آمد و رفتم اندر غم دوست ہم بر سر گر چہشم ماخوست

از خونِ دلم ہر مژدہ پنداری ۶۱ نختے است کہ پارہ جگر بر سر دست

شب ہوتے ہی غم نے مجھے آکر گھیرا تم جانو کہ آنکھوں کی تو جو ہے رونا

سجھو اُسے پلکوں پہ جو خونِ دل ہے ۶۱ ہر نوک مژدہ پر اک جگر کا ٹکڑا

گفتی کہ فلاں زیادہ خاموش است از بادہ عشق دیگرے مدہوش است

شرمت بادا! ہنوز خاکِ در تو ۶۲ از گرمیِ خونِ دل من در جوش است

کیا کہتا ہے؟ میں یا تجھے بھول گیا اُفت میں کسی اور کی مدہوش ہوا

کچھ شرم تو کر! خاکِ تیرے در کی ۶۲ اب تک ہے مے خون کی گرمی پیدا

آں شب کہ مرا بوسل آن رنگ است بالائے شہم کو تہ و پہنا تنگ است

واں شب کہ ترا بر مین مکیں جنگ است شب کو ر و خرو گنگ پر ویں انگ است

جس شب کہ تجھے ہوتا ہے من مانا کی خوشی ہوتی ہے وہی رات نہایت چھوٹی

جورات جدائی میں سری کشتی ہے ہوتی ہے وہی رات نہایت ہی بڑی

اندر ہمہ دشت خاواں گر خاریست آغشته بخون عاشق انگاریست

ہر جا کہ پری منہ و گلہ خساریست ^{۶۳} مارا ہمہ در خور است مشکل کاریست

کاشا بھی ہے دشت خاواں میں جو کوئی آلودہ خون عاشقاں ہے وہ بھی

گلہ و نظر آتے ہیں جہاں میں ہم کو ^{۶۴} ہم سب پہ ہی مرتے ہیں مشکل بڑی

اے دل غم عشق از برائے من لست سر بر خطا و نہ کہ سزا سے من لست

تو چاشنی درد نہ دانی ورنہ ^{۶۵} یکدم غم دوست خون بہا من لست

دل! ہے غم عشق میرے او تیرے لیے مان اُس کا کہا کہ ہم ہیں لائق اس کے

معلوم نہیں لذت درد تجھ کو ورنہ ^{۶۵} تھوڑے سے غم یاد پہ ہم ہوں مرنے

ناکامیم لے دوست ز خود کائی لست دیں سختی گہائے من از خامی لست

مگذار کہ در عشق تو رسوا گردم ^{۶۶} رسوائی من باعث بدنامی لست

ناکام ہوں میں تیری ہی خود کامی سے میں جلتا ہوں لے بار تری خامی سے

ایسا نہ تو میں عشق میں رسوا ہو گاؤں ^{۶۶} میں ڈرتا ہوں صرت تیری بدنامی سے

بر من درد وصل بستہ میدارد و دوست دل را بفرق خستہ میدارد و دوست

بر من بُد من شکستگی و درد دوست ^{۶۷} چوں دوست دل شکستہ میدارد دوست

مجھ پہ درد وصل بستہ رکھتا ہے دوست دل ہجر میں خستہ رکھتا ہے دوست

اب میں ہوں شکستگی ہے اعتبار کا در ^{۶۷} جب دوست دل شکستہ رکھتا ہے دوست

در بحر یقین کہ در تحقیق بے است گرداب در وجودم کشتی نفسے است

ہر گوش صد حلقہ چہمت پر آب ۶۰ ہر موج اشارہ لابر وئے کسے است

پُر از در تحقیق یعتیں کا دریا اُس میں ہے فقط یہ نفس گرداب بلا

ہر سپی اشارہ چہمت پر آشک کا ہے ۶۰ ہر موج میں ابرو کا کسی کے نقشا

شب آمد و رفتم اندر غم دوست ہم بر سر گر چہشم راخوست

از خونِ دلم ہر مژدہ پنداری ۶۱ نختے است کہ پارہ جگر بر سر دوست

شب ہوتے ہی غم نے مجھے آکر گھیرا تم جانو! کہ آنکھوں کی تو جو ہے رونا

سبھو اسے پلکوں پہ جو خونِ دل ہے ۶۱ ہر نوک مژدہ پر اک جگر کا ٹکڑا

گفتی کہ فلاں زیادہ خاموش است از بادہ عشق دیگرے مدہوش است

شرمت بادا! ہنوز خاکِ در تو ۶۲ از گرمیِ خونِ دل من در جوش است

کیا کہتا ہے؟ میں یا تجھے بھول گیا اُلفت میں کسی اور کی مدہوش ہوا

کچھ شرم تو کر! خاکِ تیرے در کی ۶۲ اب تک ہے مے خون کی گرمی پیدا

آں شب کہ مرا بوسلِ آن رنگ است بالائے شہم کو تہ و پہنا تنگ است

واں شب کہ ترا بر مین مسکینِ جنگ است شب کو ر و خرو گنگ پر ویں لنگ است

جس شب کہ مجھے ہوتا ہے صحنِ مانگی کشتی ہوتی ہے وہی رات نہایت چھوٹی

جوراتِ جدائی میں مری کشتی ہے ہوتی ہے وہی رات نہایت ہی بڑی

اندر ہمہ دشت خا و لال گرفتار است آغشته بخون عاشق افکار است

ہر جا کہ پری منہ و گلہ خسار است ^{۶۴} مارا ہمہ در خواست مشکل کار است

کاٹنا بھی ہے دشت خا و لال میں جو کوئی آلودہ خون عاشقاں ہے وہ بھی

گلہ و نظر آتے ہیں جہاں میں ہم کو ^{۶۴} ہم سب پہ ہی مرتے ہیں مشکل بڑی

اے دل غم عشق از بر من لست سر بر خطا و نہ کہ سزا سے من لست

تو چاشنی درد نہ دانی ورنہ ^{۶۵} یکدم غم دوست خونبہا من لست

دل! یہ غم عشق میرے اور تیرے لیے مان اُس کا کہا کہ ہم ہیں لائق اس کے

معلوم نہیں لذت درد تجسکو ورنہ ^{۶۵} تھوڑے سے غم یاد پہ ہم ہوں مدنی

نا کاہم اے دوست ز خود کامی لست دیں سختی گہائے من از خامی لست

مگذا رکہ در عشق تو رسوا اگر دم ^{۶۶} رسوائی من باعث بدنامی لست

نا کام ہوں میں تیری ہی خود کامی سے میں جلتا ہوں لے یا تری خامی سے

ایسا نہ ہو میں عشق میں رسوا ہو جاؤں ^{۶۶} میں ڈرتا ہوں صوف تیری بدنامی سے

بر من درد وصل بستہ میدارد و دوست دل را بفرق خستہ میدارد و دوست

من ببد من شکستگی و درد دوست ^{۶۷} چوں دوست دل شکستہ میدارد و دوست

مجھ پہ درد وصل بستہ رکھنا ہے دوست دل بجز میں خستہ رکھنا ہے دوست

اب میں ہوں شکستگی ہے اصرار کا در ^{۶۷} جب دوست دل شکستہ رکھنا ہے دوست

عشقم کہ بہر رگم غمے پیونداست در دم کہ دلم پر روحا جمنداست

صبرم کہ بکام و پنچہ شیرم هست ^{۶۸} شکرم کہ ددام خورم و رخور شد است

وہ عشق ہوں رگ ملک میں، غم جیکے بھرا ددور دہوں میں۔ بے دل کو جسکا چکا

وہ صبر ہوں سہتا ہوں زمانے کے الم ^{۶۸} وہ شکر کہ ہر دفت ہوں، معنی برضا

ماکشہ عشقم و جہاں مسلخ ماست مایہ خور و خواہیم و جہاں مطبخ ماست

مارا ہوا ہوائے فردوس ازانکہ ^{۶۹} آں چہرہ آتشین اور دوزخ است

ہیں کشتہ محنت ہم ہے قتل دنیا مطبخ ہے جہاں کہاں کا۔ کھانا پینا

بیگار ہے جنت کہ ہمارے دوزخ ^{۶۹} ہے یار کا دوسرا رخ محبوب کا چہرہ

دل صیت کہ گویم از برائے غم شست یا آنکہ حیرم من ہوائے غم شست

مٹنے است کہ یکندہ غمت با دل من ^{۷۰} در نہ دل تنگ من چہ جتنے غم شست

دل اور ترا غم۔ کہنا یہ میرا باطل کب ہے۔ یہ مکان تیرے غم کی منزل

احسان ہے غم کا بھی یہ دل پر۔ در نہ ^{۷۰} کب ہے دل تنگ تیرے غم کے قابل

از کفر میرز نف لے نہ ایماں می رخت در نوش لبش چہ نمہ حیواں می رخت

چوں کبک خرا منداہ۔ بصد عثمانی ^{۷۱} میرفت در سرتا قدمش جاں میر رخت

اُس کفر نازک سے ایساں نکلا اور آپ حیات اُس لب شیریں سے بہا

جب کبک کی مانند چلا ناز سے وہ ^{۷۱} معلوم ہوا جان حیاں از سرتا پا

راہیست ز کعبۂ تاج مقصد پیوست از جانب نیخانہ رہ دیگر ہست

اتاہ رہ مے خانہ ز آبادانی راہیست کہ کاسہ میر و دوست بہت

کبے مے بھی مقصود کا ایک ہے رتہ مے خانہ کی سمت مے بھی ممکن جانا

لیکن رہ مے خانہ ہے آباد بہت اس راہ میں سر کے بل ہی چلنا ہوگا

عاشق نتواند نفسے بے غم زیست بے یار و یار اگر بوخود غم نیست

خوش آنکہ بیک کرشمہ جاں کر و شمار ہجران و وصال را ندانست کہ حیثیت

بے غم نہیں رہتا عاشق اک دم زندہ بے یار و دیار وہ اگر ہو غم کیا

اچھا ہے وہ جو ادائے جاناں پر مرا کیا بھر ہے کیا وصل نہ جس نے جانا

آنی کہ ز جام آرزوئے تو ز رفت از دل ہو پس روئے نکوئے تو ز رفت

از کوئے تو بہر کہ رفت دل ابگذاشت کس بادل خویشین کوئے تو ز رفت

تو وہ ہے کہ جان تجھ سو جان فدا ہے دل کو ہو پس نہ بچے روئے ز بیا

دل کھو گیا جو یا حلی میں تیسری کوئے مے ترے دل کوئی لے کر نہ گیا

یا آہ و گشت خستہ میدار دل وایم با امید بستم میدار دل

مارا ہشت گان نظر ہا باشد مازا خواہی شکستہ میدار دل

یا آہ کیا کہ دل کو خستہ رکھ تو امید سے اپنے دل کو بہتہ رکھ تو

ہیں مودت و لطف دل شکستہ جو ہیں گر چاہے ہیں تو دل شکستہ رکھ تو

ما بول ز غمت شکستہ دایم لے دوست از غیر تو دیدہ بستیہ دایم لے دوست

گفتی کہ بدل شکستگان نزدیکم مایز دل شکستہ دایم لے دوست

دل غم سے ہے غمگین ہمارے دوست غیروں سے علاقہ بھی نہ رکھائے دوست

ہے قول ترا کہ عاجزوں سے ہوں قریب کہ رحم کہ ہم بہت ہیں خستہ اے دوست

براہ تو بہر روش کہ پوئید خوش است کوئے تو بہر حیت کہ جوئید خوش است

روئے تو بہر دیدہ کہ سببند نکو است ذکر تو بہر صفت کہ جوئید خوش است

رہ میں تری جس طور سے دہریں بہتر کوچہ ترا جس سمت بھی ڈھونڈیں بہتر

اچھا ہے۔ وہ جسطرح بھی تجھ کو دیکھیں جس رنگ میں۔ تو تجھ سے لگائیں بہتر

عشق آمد و خاک مغنم بر سر ریخت ز ابرق بلا بخرنم افگر ریخت

خوں در ول درانیہ تنم سوخت چناں کز دیدہ بجائے اشک افگر ریخت

الفت میں پہاڑ غم کا مجھ پر ٹوٹا اُس برق بلانے میرا خسرین پھونکا

دل کیسا کہ رگ رگ میں جلا خون ایسا آنکھوں سے ہر اشک۔ اکھ بن کر نکلا

اے دوست اے دوست اے دوست اے دوست جویر تو ازاں کشم کہ روئے تو نکو است

مروم کوئید بہشت خواہی یا دوست اے بیخراں بہشت با و دست نکو است

اے یار۔ اے یار۔ اے یار۔ اے یار سہتا ہوں جن کہ توبہ خوش رو دلیوار

سہا کہتے ہیں مجھ سے غلہ بھی کہ صبیح اے بے خبر دیار بغیر جنت بے کار

پرسید ز من کے کہ جانان کیست گفتم کہ فلاں کس است مقصود تو چیست

نشت بہائے ہائے بر من بگریت ۸۰ کمز دست خپیں کے چہاں خواہزیت

پوچھایہ کسی نے۔ کون ہے؟ یا ر ترا نام اُسکا بتا کے۔ میں نے مستعد پوچھا

حالت پر مری اُس نے کہا۔ یہ رو کہ ۸۰ کیونکہ ترا اُس شخص سے جینا ہو گا

عصیانِ خلایق ارچہ صحرا صحر است در پیش عنایت تو یک برگ گیا مست

ہر خند گناہ ماست کشتی۔ کشتی ۸۱ غم نیست کہ رحمت تو دریا ویراست

بندوں کے گناہ ہیں بوسحرا صحرا تیری نظرِ لطف میں ہیں اک تنکا

عصیاں ہیں ہائے گرچہ کشتی کشتی ۸۱ غم کیا۔ تری رحمت بھی ہے دریا ہیا

چوں حاصل عمر تو فریت و دے است زوداد کن گرت بہر دم تے است

مغرور مشو بخود کہ اصل من و تو ۸۲ گرت و شرک و نیسے و نیسے است

ہے جبکہ تری عمر کا حاصل دھوکا فریاد نہ کر۔ تجھ جو بہر دم ہو جفا

مغرور نہ ہو کہ اصل میری تیری ۸۲ ہے آتش و آب و خاک اور ہوا

از گل طبقے نہادہ کیں روئے حق است وز مشک خط کشیدہ کیں محو سن است

صد نافہ بہاد وادہ کیلئے سن است ۸۳ آتش بجہاں در زدہ کیں محو سن است

پیدا کیا گل۔ کہا۔ ہے میرا چہرہ خط۔ مشک سے کھینچا کہ یہ اک باں ہوا

سوزانہ مشکیں کو کہا بول اپنی ۸۳ عالم۔ جلا عشق میں۔ خود بھی گویا

دائم نہ لو اے عشرت افروختنی است ^{۸۳} دوست نہ تخم خرمی کا شتی است

ایں اشتہا ہمہ بگذاختنی است ^{۸۴} جز روزِ روستے کہ نگہداشتنی است

یہ عیش کی گھڑیاں نہ رہیگی یکسر یہ وقتِ سرور و لطف جاے رکھا گذر

ہیں قابلِ ترک یہ بکھیرے سائے ^{۸۵} بس وہ رخِ روشن ہی ہے پیشِ نظر

از بارِ گنہ شد تنِ مسکینم پست ^{۸۶} یارب چہ شود اگر مرا گیری دست

گر و در علمِ انچہ ترا شاید نیست ^{۸۷} اندر کرمت۔ انچہ مرا باید ہست

ہے تین دارِ بارِ عصیاں سے دبا جب تو ہندستگیر ہو کون بھلا

گو میرے عمل میں نہیں تیرا کچھ بھی ^{۸۸} لیکن تری بخشش میں ہے سب کچھ میرا

ایزد کہ جہاں بقبضہ قدرت است ^{۸۹} داد است ترا دو چیز کاں ہر دو کو

ہم سیرتِ آنکہ دوست داری کسی ^{۹۰} ہم صورتِ آنکہ دوست اردو ہم کس

خاق نے کہ ہے جہاں پس کا تقضا دی ہیں تجھے دو چیزیں نہایت عدا

سیرت۔ کہ ہر اک کو دوست رکھا ہے ^{۹۱} صورت۔ کہ ہر ایک شخص ہے دوست ترا

شیریں دہنے کہ از لبِ جانِ میخیت ^{۹۲} کفرش ز میرز لطف پریشان میخیت

گر شیخ بکفر زلف اورہ می برد ^{۹۳} خاکِ رہ بُتِ بر سرِ ایماں میخیت

شیریں دہن ایسا کہ ہیں لبِ آبجیات کفر اُس کی میرز لطف سے پھیلے دلت

گر زلف کا اُس کی کفرِ الہیہ شمع ^{۹۴} پھر کرتا نہ جو کفر وہ ایمان کی بات

آں آتش سوزندہ کہ عشقش لعل است
در پیکر کفر و دیں چو سوزندہ تب است

ایماں و گدیش محبت و گدراست ^{۸۸}
پینہ عشق نہ عجم نہ عرب است

وہ آتش سوزندہ کہ ہے عشق لعل
تپ ہے کہ جلایا کفر و ایماں بیدھب

ہیں طور محبت اور۔ ایماں ہے اور ^{۸۸}
پینہ عشق ہے عجم کا نہ عرب

وہ عالم اگر فلک اگر ماہ و خور است
از بادہ ہستی تو پیما نہ خور است

فایغ ز جہانی و جہاں غیر نیست ^{۸۹}
بیرون ز مکانی و مکان تو پڑا است

عالم میں نہ دھرو فلک ہے پیا
پیمانہ تری بادہ ہستی کا خدا

فایغ ہے جہاں سے اور جہاں فیز نہیں ^{۸۹}
باہر ہے مکان تو مکان تجھ سے بھرا

نزدے است جہاں کہ بُردش با خشن است
نزدی اور نقش کم ساختن است

دنیا بمثال کعبتین نزد است ^{۹۰}
برداشتنش برائے انداختن است

وہ نزد ہے دنیا کہ جو جیتا۔ بار
جس نے کیا نقش کم۔ وہ ماہر ہے بڑا

ہے نزدیکی کعبتین۔ دنیا۔ گویا ^{۹۰}
ہے پھینکنے کے لئے اٹھانا اُس کا

درو کہ دیں سوز و گداز کم نیست
ہمراہ دیں راہ ہلازم کس نیست

وہ قعر و لہم جو اہر را زبے است
اتا چہ کنم محرم را ز کم کس نیست

ہے حالت سوز میں۔ نہ ہمارا کوئی
ہے راہ دراز میں۔ نہ کوئی ساتھی

پہنائی قلب میں جو اہر ہیں بھرے
ہمدم نہیں کوئی کس سے کیئے دل کی

ہاں تا تو نہ بندی بمر آتش بشت کو با گل نرم پرورد و خار و درشت

۹۲ ہاں تا نشوی غرہ بدریائے کرم کو بر لب بحر تشنہ بسیار بکشت

تو اُس کے کرم پہ ہرگز اتنا تو نہ پھول ہیں خار بھی۔ بسن ہیں جہاں بٹا ہیں پھول

۹۲ دریائے کرم پر کرم نہ غرہ۔ ہر گز پیاسا بھی وہ مارتا ہے دریا پہ نہ پھول

اے خالق خلق رہنمائے بفرست وے رازق رزق درکشائے بفرست

۹۳ کارِ من بیچارہ گرہ در گرہ است رحمتے کن و گرہ کشائے بفرست

اے خالق خلق۔ رہنما بھیج کوئی اے رازق رزق۔ درکشایے بھیج کوئی

۹۳ کر رحم کہ شکل ہوئے ہیں کام۔ مرے کام آئے مرے۔ مرد خدا بھیج کوئی

دنیا بچوے و فائدہ دے دوست ہر لحظہ ہزار مغز مسرشتہ دوست

۹۴ می داں کہ خدائے و شمنش می دارد گرد شمن حق نئی چہر داری دوست

دنیا میں نہیں ہے ایک تل بھر بھی دنا ہیں ایسے ہزاروں جن سے کی اسنے بٹا

۹۴ یہ جان لے مبنوضہ حق ہے۔ دنیا دنیا سے لگتا نہیں دل۔ مرد خدا

گردوں کمرے ز عمر فرسودہ است دریا اثرے ز اشک آلودہ ماست

۹۵ دوزخ شرے ز پنج پہو وہ ماست فردوس دے ز وقت آسودہ ماست

گردوں کا ہے خم ہمارے پیری کی کمر اشکوں کی خمی کا گویا دیا ہے اثر

۹۵ دوزخ ہے شہر ہمارے پنج دغم کا جنت ہے۔ وہ آرام۔ جو پالا دم بھر

دی گیسوئے عنبرین عنبر سائیت از طرف بنا گوش سن سیمائیت

۹۶ اُفتادہ بیائے تو بزاری میگفت سرتا پائیم فدائے سرتا پائیت

کل زلف عنبر نے مرے ماہ لقا چھو کر تری نرم پائسمینی گدیا

۹۷ قدموں پر ترے گر کے بعد عجز کہا سہ تا قدم تیرے سہرا پاپہ فدا

از کار کے قرار می باید - ہست ویں یا رکہ و رکنا رمی باید ہست

۹۸ بحرے کہ بیہج کار می باید - ہست وصلے کہ چو جال بکار می باید ہست

اغیار کے کاموں سے ہے مجھ کو فرمت آغوش میں ہے مری - مرا مہ طلعت

۹۹ کیا کام مجھے بھرے؟ بے کار ہے وہ ہے ہل سے حاصل مجھے ہر دم فرحت

گبریت دین میں ہم کہ پنہانی نیست برداشتن سرم با سانی نیست

۱۰۰ ایما نش ہزار دفعہ ملقیں کر دم ایں کافر را سرم مسلمان نیست

ہے قوت داہمہ میں کافہ ظاہر ہم رفع خیال سے ہیں اُس کے ظاہر

۱۰۱ ایمان کی ہزار میں نے تلقیں اُسے کی ایماں نہیں لاتا وہ خودی کا - کافر

آں روز کہ آتش محبت افرخت عاشق روش عشق ز مشوق آموخت

۱۰۲ از جانب دوست سوز داں سوز گداز تا دگر گرفت شمع پروانہ سنوخت

جب شعلہ عشق اول اول بھڑکا معشوق سے عاشق نے عشق سیکھا

۱۰۳ ظاہر ہوا معشوق ہی سے سوز و گداز جب تک نہ جلی شمع - نہ پروانہ جلا

می رنتم و غمِ دل براہم میرنجت دوزخ و دوزخ شذر ز آہم میرنجت

می آہم از شوقِ برگشتن کون ۱۰۰ دامن دامن گل از کنارم میرنجت

بہتا تھا لہو دل کا - جورہ میں نے چلی دوزخ ہوئی ہر آہ جوں پر آئی

میں گلشنِ دنیا میں بعد شوق آیا ۱۰۰ گل گرتے تھے جھولی سے بکرتن بیجا

از بادِ صبا و لم چوبوئے تو گرفت بگذاشت مراد جستجوئے تو گرفت

اکنوں ز منش ہیچ نہ می آید یاد ۱۰۱ بوئے تو گرفتہ بو و خوئے تو گرفت

نہ - بادِ صبا سے تری - جس دم پائی دل نے مجھے چھوڑا جستجو تیری کی

اب یا ابھی میری - نہیں آئی اُس کو ۱۰۱ چھل ہوئی - بُدی تیری - تو غم بھی تیری

ہر چند آدمی ملک سیرت و خواست بدگر نبود بدشمن خود نیکو است

دیوانہ دل نیست کیں عادت است ۱۰۲ کو دشمن جانِ خویش میدارد دوست

انساں ہے ملک سیرت و خصلت نام میرے دل دیوانہ کو دیکھے کوئی

۱۰۲ یہ دشمن جاں پر اپنے دیتا ہے دم اچھا تو جی ہے کہے دشمن پر کرم

دل طفلکِ خاک نیز غزالِ بدست میزد بد دوست روئے خود ایمنخت

می گفتم بہائے ہائے افسوس و رنج ۱۰۳ ریگے بہ نیافتم و غزالِ شکست

لڑکے کی طرح دل بھی ہے غزالِ بدست غزال سے مار - چہرہ زخمی کیا سخن

کہتا تھا کہ ہائے ہائے افسوس و رنج ۱۰۳ ہاتھ آیا نہ - یگ اور ہوئی غزالِ شکست

اند رہمہ دشتِ خاوراں سنگے نیست کش با من روزگار من جنگے نیست

۱۰۴۷
بالطف و نوازش وصال تو مرا در وادن صد ہزار جاں سنگے نیست

پتھر بھی ہے دشتِ خاوراں میں کوئی ہے مجھ سے خلافت اور زمانے سے بھی

۱۰۴۸
مائل ہو۔ جو لطف و صل پہنچا نہیں قربان ہوں اگر ہزار جانیں میری

سرتاسر دشتِ خاوراں سنگے نیست کہ خونِ دل دیدہ بدورنگے نیست

۱۰۵
در بیج زمین و بیجِ فرسنگے نیست کہ دستِ غمت نشستہ دلتنگے نیست

جتنے بھی ہیں دشتِ خاوراں میں پتھر ہیں خونِ دل دیدہ سے رنگیں اکثر

۱۰۵
ہے کوئی زمین باسی نہ ایسا فرسنگ بیٹھا ہونہ غمدیدہ اُلفتِ جسر

تیرے زکمانِ نازِ ابرو سے تو جست دل پر تو سے وصلِ راخیلے می بست

۱۰۶
خوش خوش زوالم گزشت می گشت بنا ما پہلوئے چوں توئی نخواستہم نشست

ابرو سے کماندار اترے تیر چلا دل کو تیرے وصل کا تصور تھا بندھا

۱۰۶
کس ناز سے بولا پارِ دل کے ہو کر بیٹھوں گا نہ پہلو میں جو ہو تجھ جیسا

صد شکر کہ گلشنِ شفا گشت تنست صحتِ گلِ عیشِ ریخت در پیرہنت

۱۰۷
تپ را بخلط و در تنست افتاد گذار منت کہ عرقِ شدہ چکید از بدنت

صد شکر کہ گلشنِ شفا جسم ہوا صحت نے گلِ عیشِ پیرہن میں ڈالا

۱۰۷
تپ نے غلطی کی ترے تن میں آئی پھر بن کے پسینہ سے جانا ہی پڑا

پہ در گاؤ است و گاؤ در کھسار است	ماہی سریشمی بدریا بار است
بُز در کوہ است و یوز در بلغار	۱۰۸ زہ کردن ایں کماں سج و شوار است
کھسار میں گائے گائے میں ہے چربی	جاگر ہی دیا میں سریشم ماہی
بلغار میں چیتا ہے تو بُز کوہ میں ہے	۱۰۸ زہ کرنے میں اس کماں کچھ و شوار
آں یار کہ عہد دوستداری ایشکست	میرفت و نش گرفته دامن دروست
سیگفت کہ باز ازاں بخوابم بسینی	۱۰۹ پنداشت کہ بعد ازاں مرا خوابے بہت
وہ یار کہ جسے عہد یاری نہ توڑا	جائے کو ہوا تو میں نے دہن تھاما
بول کہ ملینے تجھ سے اب خواب میں ہم	۱۰۹ کیا خواب - بغیر اس کے مجھے خواب آیا
مجنون تو کوہ راز صحرانشناخت	دیوانہ عشق تو سراز پانشناخت
ہر کس بہ تورہ یافت ز خود گم گردید	۱۱۰ آنکس کہ تراشناخت خود را شناخت
مجنون ترا سبھا ایک کوہ بسجرا	دیوانہ عشق کو ہیں یکساں سر و پا
خود گم ہوا - جسے کہ سری راہ چلی	۱۱۰ اپنے کو نہ جانا جسے خجکو جانا
گر کار تو نیکو ست بہ دبیر تو نیست	دبیر بد است ہم نہ بقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی	۱۱۱ چوں نیک دبیر جہاں بہ تقدیر تو نیست
دبیر نہیں تیری جو ہے کام اچھا	تقصیر نہیں تیری اگر ہے وہ بُرا
راضی برضارہ کے جہاں میں خوش جی	۱۱۱ تقدیر سے تیری نہ بُرا کچھ نہ بھلا

غازی کہ پئے شہادت اندرنگ پست غافل کہ شہید عشق فاضل تراز دست

فردائے قیامت او بدیں کے ماند ۱۱۲ اُن کشتہ دشمن است دایین کشتہ دست

غازی کو ہے جستجو شہادت کی مگر غافل ہے کہ ہے شہید عشق فاضل تر

وہ حشر میں کب اُس کے برابر ہوگا ۱۱۳ وہ کشتہ دشمن - یہ شہید دلبر

اے در تو عیا نہا و نہا نہا ہمہ ہیج پندار یقین با و گماں با ہمہ ہیج

از ذات تو مطلقا نشان نتواند ۱۱۳ کا نجا کہ توئی بود نشان با ہمہ ہیج

نزدیک تر ہے ہیج ہیں باطن ظاہر ہے ہیج گماں - اور یقین بھی خاسر

مکن نہیں ذات کا نشان نے کوئی ۱۱۳ جس جا کہ ہے تو وہاں نشان ہی ظاہر

اے بار خت انوار مہ و نور ہمہ ہیج بالعل تو سببیل و کوثر ہمہ ہیج

بودم ہمہ میں - چو تیز میں شد چشم ۱۱۴ دیدم کہ ہمہ توئی و دیگر ہمہ ہیج

آگے تر ہے چہرے کے ہیں کیا شمسِ قمر بڑھ کر بعلیس سے یہ سببیل و کوثر

تمہا میں ہمہ ہیں - پھر جنظر تیز ہوئی ۱۱۴ دیکھا ہمہ دوست - ہیج باقی یکسر

رخسارہ من تازہ گل گلشن روح نازک بود آں قدر کہ ہر شام روح

نزدیک بیدہ گر خیالش گذرد ۱۱۵ از سایہ خار ویدہ گمہ و بحر و جروح

رخسارہ من تازہ گل گلشن روح نازک ہے کچھ دتا کہ اگر شام ہیج

آنکھوں میں تصویر بھی ہی وقت جو آئے ۱۱۵ سایہ سے بھی ہوا خارشہ کے جروح

در وصل ز اندیشہ دوری فریاد در ہجر ز دردنا صبری فریاد

افسوس ز محمدی دوری فہوس ^{۱۱۶} فریاد ز دردنا صبری فریاد

ہے وصل میں اندیشہ دوری کا الم اور ہجر میں دردنا صبری کا غم

محمدی دیدار ہے۔ افسوس۔ جدا ^{۱۱۶} اور کرتا ہے دردنا صبری بیدم

دل از نظر تو جاودانی گردو علم بالیم تو شادمانی گردو

گر باد بد و نسخ برد از کوئے تو خاک ^{۱۱۶} آتش ہمہ آب زندگانی گردو

دل دید سے عمر جاودانی پائے غم بھی ترے علم سے شادمانی پائے

دو نسخ میں ہوا ڈالے ترے کوچہ کھٹا ^{۱۱۶} تو آگ بھی آب زندگانی پائے

طلع سیر عافیت فردشی دارو ہمت ہو جس پلاس پوشی دارو

ایجا کہ بیک سوال بخشند و کون ^{۱۱۸} استغنائیم سر خموشی دارو

طلع میں ہے انہار عافیت کا میری ہمت کو ہوس کروں فقط دروشی

یہ ہے وہ مقام ہوں عطا ہر دو جہا ^{۱۱۸} استغنائی کی شان ہے نہ مانگو کچھی

ایں گیدی گبر از کجا پیداشد ایں صورت قبر از کجا پیداشد

خورشید مرا ز چشم من پنهان کرد ^{۱۱۹} ایں لکھ ابر از کجا پیداشد

پیدا یہ کہاں سے ہوا نالائق گبر نکلی یہ کہاں سے ہے بھلا صورت قبر

خورشید کو میرے اس نے پوشہ کیا ^{۱۱۹} ظاہر ہوا کس سمت سے یہ لکھ ابر

آں دشمن دوست بود دیدی کہ چہ کرد	۱۲۰	تا اینکه بغور اور سیدی کہ چہ کرد
می گفت ہاں کنم کہ خواہد دل تو	۱۲۰	ویدی کہ چہ میگفت شنیدی کہ چہ کرد
وہ دشمن دوست تھا۔ کیا کیا دیکھا		مطلب بھی نہ تو سمجھا تھا۔ کیا کیا دیکھا
کہتا تھا وہی کروں گا جو ہو مرنی	۱۲۰	کیا قول تھا۔ دیکھا کیا کیا؟ تو نے سنا؟
ز الٰہ خوبی کہ کس خیال تو کند		یا ہجوئی فکر حال تو کند
شاید کہ با فریش خود نازد	۱۲۱	ایزد کہ تماشاے جمال تو کند
لوگوں کے خیال سے بھی تو ہے اچھا		اُس فکر سے برتر جو کہ مجھ جیسا
زیبا ہے کہ خالق تجھے پیدا کرے	۱۲۱	خود ناز کرے جس جو دیکھے تیرا
عاشق کہ تواضع نماید چہ کند		شعبہ کہ بکوی تو نیا د چہ کند
گر بوسہ دہد زلف ترا نہ بچہ مشو	۱۲۲	دیوانہ کہ زنجیر نہاید چہ کند
ہے عجز فقط کام ترے عاشق کا		یا شب کو تری مٹی کا آنا جانا
ہرگز نہ بگڑ بوسہ جو دہد زلف کا لے	۱۲۲	زنجیر نہ جو چبائے دیوانہ کیا؟
مردان خدا ز خاکدین و گرانند		مرغان ہوا ز آشیان و گرانند
منگرتوا ز بس چشم بدیشاں کا پیشاں	۱۲۳	فاغ ز دو کون و در مکان و گرانند
ہیں اور ہی مٹی سے یہ مردان خدا		ہیں اور ہی آشیان کے مرغان ہوا
تو ان کو نہ دیکھ چشم ظاہر میں سے	۱۲۳	فاغ دو جہاں ہے مکان اور اُن کا

زراں پیش کہ طاق چرخ اعلیٰ زندہ اند	۱۲۳	ویں بار کہ سپہر مینا زوہ اند
ماور عدم آباد ازل خوش خفته	۱۲۴	بے مار قم عشق تو بر مازوہ اند
جن دم کہ نہ تھا چرخ بلند و اعلیٰ		موجود نہ تھا جب یہ سپہر مینا
تختین سے سوتے عدم آباد میں ہم	۱۲۴	ہم خد نہ تھے۔ تھا عشق قدر تیرا
اے باد بجاک مصطفایست سو گند		باراں بہ علی مرتضایت سو گند
اقتادہ بگر یہ خلق بس کن بس کن	۱۲۵	دریا بہ شہید کر بلایت سو گند
خاک در مصطفیٰ کی لے ہوا تجکو قسم		ہے تجکو علی کی قسم لے مینہ اب تمم
مخلوق خدا ہے نالاں بس کر بس کر	۱۲۵	دریا! پے شبیر ذرا تو لے دم
اول آنکہ دلم عشق نگارم بر بود		ہمسایہ من ز نالہ من نہ غنود
اکنوں کم شد چونالہ در دم بفرود	۱۲۶	آتش چو ہمہ گرفت کم گرد و دود
جب دل مراد لبرنے چرا یا پہلے		سویا مرا ہمسایہ نہ ناہوں سے مرے
اب کم ہوئے نالے تو بڑھا در دلی	۱۲۶	کم ہو گا دھواں آگ چو پوری بھرنے
اول رخ خود بمانا بیست نمود		تا آتش ما جائے دگر گرد و دود
اکنوں کہ نمودی در بودی دل ما	۱۲۶	ناچار تر اولسبر ما باید بود
شکل اپنی تمہیں ہم کو دکھانی ہی تھی		لو لگتی کہیں اور ہمارے دل کی
دل پیچے جب جلوہ دکھا کر ہم کو	۱۲۶	دلبر نہیں ہو سکتا ہے اب اور کوئی

ہرگز دو تہم از یار تو غافل نشود
گر جاں برود مہر تو از دل نمود

افتادہ ز بر بے تو دلائی نہ دل
۱۲۸ عکسے کہ پہنچ وجہ زائل نشود

ہرگز نہیں لیا دے تیری غافل
میر جاؤں گا اور یا دکر لگا تجھے دل

آئینہ دل میں ترے رخ کا - مہر
۱۲۸ وہ عکس پڑا ہے کہ نہ ہو گا زائل

پیریم ولے عشق چو دمساز آید
ہنگام نشاط و طرب و ناز آید

از زلف سائے او کمندے فلکینم
۱۲۹ برگردن عمر رنستہ تا باز آید

ہوں پیر مگر عشق جو دمساز ہوا
وقت طرب و نشاط گویا - آیا

اُس زلف رسا کی ڈالیں گردن کیند
۱۲۹ تاکہ پٹ آئے عمر کا گذشتہ حصہ

درباغ روم کوئے توام یا آید
بر گل نگرم ردے توام یا آید

در سایہ سرو اگر دے بنشینیم
۱۳۰ سرو قد دیکھوئے توام یا آید

گلشن میں مجھے تیری گلی یاد آئے
غل دیکھ کے شکل چاند سی یاد آئے

بیمبھوں جو کبھی سرو کے سایہ میں آ
۱۳۰ قدیرا مجھے سرو سہی یاد آئے

من صرفہ ہوم کہ بر صغیر اعداز د
مستے خاشاک لطمہ برور یا ز د

ما تیغ بر ہند ایم در و سرت قضا
۱۳۱ شد کشتہ ہر آنکہ خویش را بر ما ز د

نقصان نہ ہوا - جو پھیل ادا ٹوٹے
بہت جائیں - جو دیا کو دیں تھپڑاٹکے

میں دست قضا میں ہوں بر ہند لوار
۱۳۱ خود کشتہ ہو جو میرے مقابل آئے

دلبر دل خستہ را نکال می خواہد ۱۳۲
بفرستم گردش چنان می خواہد

وانگہ بنظر او دیدہ بر رہ بہیم
تا مژدہ کہ آورد کہ جاں می خواہد

دل چاہتا ہے مفت ہمارا۔ دلبر
آنکھوں کو بچھا دو نگاہ پر اسکی رہیں
بچھو نگاہ سے دل ہی خواہش ہے اگر
جو جاں طلبی کا آئے مژدہ کے کر

اے خواجہ ز فکرِ گور غم می باید
اندر دل و دیدہ سوز و غم می باید

صد و قت برائے کارِ دیاداری ۱۳۳
یک وقت ب فکرِ گور ہم می باید

اے خواجہ غم قبر کی ہے۔ فکر اچھی
سودقت ہیں وقت کارِ دنیا کے لئے
دل میں ہوا اگر سوز تو آنکھوں میں نہی
کر نہ غم قبر بھی تو ایک گمری

حوراں بنظر اہ نگارِ صفت و
رضواں ز تجلیت خود بر کف زد

اں خال سیراں خانِ مطرف و ۱۳۴
ابدال ز ہم چنگ در مصحف زد

صف بستہ ہیں حوریں بے نظارہ یار
وہ خال سید دیکھ کے اس کے رخ پر
رضواں بھی ہے مستشہ روہ ہے میرا دلدا
ابدال نے قرآن کو گلے کا کیا ہار

جائیکہ تو باشی اثرِ غم بنود
آنجا کہ نباشی دل خورم بنود

اں را کہ ز فرقت تو یک دم بنود ۱۳۵
شادیش ز زمین آسماں کم بنود

ہو جس جگہ تو۔ وہاں بھٹکتا نہیں غم
بچھو جس سے کہ توجہ انا ہو دہم بھر بھی
جس جاہنو۔ تو۔ دل نہیں ہوتا خورم
ہو ہر دو جہاں میں نہ خوشی انکی کم

انواع عطا کر چہ خدا می بخشد ہر اسم عطیہ جدا می بخشد

در ہر آنے حقیقت عالم را ^{۱۳۶} یک اسم فنا کیے بقا می بخشد

ہر قسم کی کوتاہی عطا کر چہ خدا

عالم کی حقیقت کو ہر اک ذمہ ہر آن ^{۱۳۶} ایک اسم فنا دیتا ہے ایک اسم بقا

یارم ہم نیش بر سر نیش زند گویم کہ مزن ستیزہ را نیش زند

چوں در دل من تمام دارو شب ^{۱۳۶} می ترسم از آنکہ نیش بر خویش زند

جب چڑکے پہ چڑکے جھک دیتا ہے یا

رہتا ہے شب در وزہی اس لیں ^{۱۳۶} چل جائے خود اسپر ہی نہ اس کے کوئی وار

ہر چند کہ جاں عارف آگاہ بود کے در حرم قدس تو اش راہ بود

دست ہمہ اہل کشف و ارباب شہود ^{۱۳۸} از دامن ادراک تو کوتاہ بود

ہر چند کہ عارف نے تجھے پہچانا

ارباب شہود و کشف نے بھی آخر ^{۱۳۸} جانا تو یہ جانا کہ نہ تجھ کو جانا

دل خستہ و سینہ چاک می باید شد وز ہستی خویش پاک می باید شد

آں بہ کہ بخود پاک شویم اول کا ^{۱۳۹} چوں آخر کار خاک می باید شد

دل خستہ و سینہ چاک رہنا چھا

بہتر ہے کہ مژدہ قبل آن مژدہ ہو جائیں ^{۱۳۹} لازم ہے خودی کا بھی ٹھننا جھڈا

آخر میں ہے جب خاک ہی ہوتا ہم کہ

عاشق چو شوی تیغ بسر باید خورد / نہ ہے کہ رسد پہنچو شکر باید خورد

ہر چند ترا بر جگر آبے نہ بود ^{۱۴۰} / دریا دریا خون جگر باید خورد

عاشق کو ہے زیا کہ وہ بسل ہی ہے / گر زہرے تو اس کو شکر سمجھے

ہر چند جگر میں نہ رہے تیرے تری ^{۱۴۰} / پینا ہے تجھے خون جگر کثرت سے

نقاش اگر زمونے پر کار کند / نقش دہن تنگ تو و شوا کند

آن تنگی و ناز کی کہ دارد و ہمت ^{۱۴۱} / ترسم کہ نفس لب تو اٹکا رکند

نقاش اگر بال کا پر کار بنائے / نقش دہن تنگ ہے دشوار کہ لٹے

منہ تیرا ہے تنگ و نازن خالے شغ ^{۱۴۱} / ڈرنا ہوں کہ لب تک کہیں نہ ڈرے نہ جا

بر کوئے تو ہر کرا سر و کار افتد / از سجده دیر و کعبہ بیزار افتد

گر زلف تو در کعبہ نشاند و امن ^{۱۴۲} / اسلام بدست دپائے زنا افتد

کو چے سے ترے جس کو سر دکا ہوا / وہ دیر و حرم کو نہیں کہتا سجدہ

تو زلف کو کعبہ میں جو جا کر جھٹکے ^{۱۴۲} / اسلام بھی زنا سے جوڑے رشتہ

اں را کہ حدیث عشق در دل گردد / باید کہ ز تیغ عشق بسل گردد

از خاک طہاں طہاں رخ آغشته بخوب ^{۱۴۳} / بر خیزد و گرد سر قاتل گردد

باتوں سے عشق کی بھرا ہو جو دل / شمشیر محبت سے وہ ہو کہ گھائل

مٹی میں تڑپتا ہوا آلودہ بخوں ^{۱۴۳} / ہو جائے بصد شوق فدائے قاتل

درویشانند ہر چہ ہست ایشانند در صنفِ یار در صنفِ پیشانند

خواہی کہ مِس وجود ز رگردانی ^{۱۴۴} بالیشان باش کیمیا ایشانند

سرمایہ عالم ہیں خد کے بندے ہیں یار کے دربار میں سب آگے

تو چاہے مِس وجود تیرا زہو ^{۱۴۴} یہ لوگ ہیں کیمیا ملا کر ان سے

زاں نالہ کہ در بسترِ غم ووشم بود غمہائے جہاں جملہ فراموشم بود

یاراں ہمہ در دمن شنیدند ^{۱۴۵} یا سے کہ در دکر و اثر گو شتم بود

کل بسترِ غم پہ میں نے جونا کہ کیا غم جتنے بھی تھے جہاں کے کب بھولا

اجاب نے بھی درد کی حالت دیکھی ^{۱۴۵} تھا کان مراد دست اثر جس پہ ہوا

آدر و صبا گُلے ز گلزارِ اُمید یار و ح قدس شہرِ افگند سفید

یا کرو صبا شق در قے از خورشید ^{۱۴۶} یا نامہ یار راست کہ آورد نوید

گُل گلشن اُمید کا یا لائی صبا جبریل نے یا سفید شہر پھینکا

خورشید کا یا پھاڑا فغانے پہ برق ^{۱۴۶} یا نامہ یار ہے جولا یا مُردہ

دی وقت سماع بوئے دلدار برد مار البسرا چو دہ اسرار برد

ایں زمزمہ مرکب مرروح ترا ^{۱۴۷} بر وارد و خوش بعالم یار برد

کل وقت سماع آئی بوئے دلدار مجھ پر ہوئے اسرارِ الہی اظہار

یہ زمزمہ ہے روح کا تیری مرکب ^{۱۴۷} بجاتا ہے جو خُلو اُڑا کر سوئے یار

اے روزِ حسد ز پیشِ بیرون نشود خود بیناں را معرفت انزول نشود

اے فقر کہ مصطفیٰ بر آں فخر آرد ^{۱۴۸} آنجا ز سی تا جگر ت خوں نشود

جب تک کہ روحِ حسد ہے پیشِ نظر خود ہیں کوئے معرفت حق کیونکہ
جس فقر پر فخر مصطفیٰ نے ہے کیا ^{۱۴۸} ملتا نہیں جب تک نہ ہے خونِ جگر

دل صافی کن کہ حق بدل می نگرد ^{۱۴۹} دلہائے پرآگندہ بیک جو بخرد

اے ہر کہ کند صاف دل از بہر خدا گوئے ز ہمہ مردم عالم بہر د

دل دیکھتا ہے خدا صفا کی کرے جو دل میں پریشان نہیں کوڑی کے
جو تصفیۂ قلب کرے بہر خدا ^{۱۴۹} دنیا میں وہی بیگیا سبقت سب سے

در سلسلہ عشق تو جاں خواہم داد در عشق تو ترکِ خانماں خواہم داد

روزے کہ ترا بینم اے عمر عزیز ^{۱۵۰} اے روزِ یقیں بدایں کہ جانِ خواہم داد

میں سلسلہ عشق میں مرجاؤنگا بر باد کروں گا خانماں بھی اپنا
جس روز مری جاں تجھے دیکھونگا ^{۱۵۰} یہ جان لے ہو جاؤنگا سو جاں خدا

رفتہ بہ کلیسائے ترساؤ یہود ترساؤ یہود جملگی رو بہ توبہ بود

بر یاد وصالِ تو بہت خانہ شدم ^{۱۵۱} تسبیحِ تباں ز مزمعہ عشق تو بود

ترساؤ یہود کے کلیسا میں گیا منہ سب کے تری طرغے میں نے دیکھا
پھر یاد وصال میں گیا جو بتِ خلع کو ^{۱۵۱} تسبیحِ تباں کی تھی ترانہ تیرا

گر عشق دل مرا خریدار افتد کارے بکنم کہ پرودہ از کار افتد

سجادہ پہ ہنیر چناں افشام ^{۱۵۲} کز ہر تارے ہزار ز تار افتد

گر عشق مرے دل کا خریدار بنے ^{۱۵۲} وہ کام کروں مار ہوں آفتابے
توے کو مٹنے کے میں ایسا شکوں ^{۱۵۲} ز مار ہر اک تار سے جس کے نکلے

آں رشتہ کہ بر لعل لبست سودہ شود وز نوش و ہان سنگ لودہ شود

خواہم کہ بدیں سینہ چاکم و ذری ^{۱۵۳} شاید کہ ز غمہائے تو آسودہ شود

تیرے لب لعلیں سے جو رشتہ ہو گھٹا ^{۱۵۳} نوش دہن تنگ سے ہو آلودہ
اُس رشتہ سے تو پاک سیر سینہ کا جی ^{۱۵۳} اس رشتے سے شاید گھٹے کچھ غم میرا

گر عدل کنی بر جہانت خوانند وز ظلم کنی سگ عوانت خوانند

چشم خردت باز کن و نیک بہیں ^{۱۵۴} تازیں و دکدام بہ کہ آنت خوانند

گر عدل کرے خیر جہاں تجھ کو کہیں ^{۱۵۴} گر ظلم کرے تو فوجی کُشتا سمیں
لے کام ذرا عقل سے تو غور تو کر ^{۱۵۴} ان دونوں میں کونسا لب تبکو دیں

آہنا کہ ز معبود خبر یافتہ اند از جملہ کائنات سرتافتہ اند

در یوزہ ہی کنند مرداں ز نظر ^{۱۵۵} مرداں ہمہ از قرب نظر یافتہ اند

معبود حقیقی کو جنہوں نے پایا ^{۱۵۵} عالم سے انہوں نے منہ کو اپنے ٹٹا
طالب ہیں مشاہدے کے مردانِ خدا ^{۱۵۵} سب کچھ انہیں اس قرب نظر سے ہی ملا

از درگہ نقش کوہ و باموں بستند ترکیب سہی قدانِ موزوں بستند

۱۵۶ پاسبقہ بزنجیر جنوں من بودم مردم سخنئے پائے مجنوں بستند

ہیں کس غلی سے یہ کوہ و محسرا قد سہی معشوقوں کا اس سے ہی بنا

۱۵۶ پاسبقہ بزنجیر جنوں تو میں تھا اور قیس سے منسوب اسے لوگوں کیا

تا مرد بہ تیغ عشق بے سر نشود اندر رہ عشق و عاشقی سر نشود

۱۵۶ ہم یا رطلب کنی و ہم سر خراہی آ رہے خواہی و لے میسر نشود

شمیر محبت سے نہو۔ جو۔ بے سر معشوق و عاشقی کا میدان نہو سر

۱۵۶ سر بجی رہے اور یار بھی آغوش میں لے بے سر دئی خواہش ہو میسر کیونکہ

صوفی بسملع سرازاں افشاند تا آتش خویشتن دے بنشاند

۱۵۸ عاقل داند کہ وایہ گہوارہ طفل از بہر سکون طفل می جنباند

یوں جھومتا ہے سماع سنکر صوفی تاکہ ہو ذرا آتش الفت ٹھنڈی

۱۵۸ عاقل یہ یہ روشن ہے کہ تسکین کے لئے لپٹے کو جھلاتی ہے کھلائی اس کی

گفتی کہ شب آیم ارچہ بیگاہ شود شاید کہ زبان خلق کوتاہ شود

بر خستہ کجا نہاں توانی کردن کہ ز بوائے خویش تو مردہ آگاہ شود

تم کہتے ہو میں رات گئے۔ آؤں گا سو جائیگے سب تو پھر نہ ہو گا چرا

خوشبو سے تمھاری جب ہوں مرده آگاہ سوتے ہوئے پہچان نہ لینگے تمھیں کیا؟

بخشائے بر آنکہ خبر لکایا بش نبود
جز خوردن اندوہ تو کارش نبود

در عشق بالیقین نباشد کہ دے ^{۱۶۰}
ہم باتو دہم بے تو قرارش نبود

جس کو ہوش و روزنقط تیرا ہی غم
جس کا نہ کوئی یار ہو کہ اُسبہ کہ م

بے بہرہ ہے عشق سے یقیناً وہ شخص ^{۱۶۰}
جس کو نہ قرار ہو بہر حال اک دم

گویند کہ محتب گمانے نہرو
ایں پردہ تو پیش جہانے نہرو

گویم کہ ازیں شراب اگر محتب است ^{۱۶۱}
دریابد قطرہ - بجائے بخرد

سب کہتے ہیں محتب نے گرجان لیا
ہو جائیگا فاش راز سے نوشی کا

میں کہتا ہوں اس نے کی حقیقت پاک ^{۱۶۱}
حاصل وہ کر لیگا - جان دے کہ قطرا

شب خیز کہ عاشقان شب را نکند
گرد و دو بام دوست پرواز کنند

ہر جا کہ درے بو و شب بر بندند ^{۱۶۲}
را لالہ و دوست را کہ شب باز کنند

بیدار ہو - وقت راز عشاق ہے شب
گرد و دو بام یار - اُڑتے ہیں سب

سب کہتے ہیں بند شب میں دروازوں کو ^{۱۶۲}
لیکن دریا ر - بند کرتے ہیں کب

از شب نیم عشق خاک آدم گل شد
شورے بر خاست قد او حاصل شد

سرشتیر عشق بر گِ روح رسید ^{۱۶۳}
یک قطرہ خون چکید و نامش دل شد

گو نہ گایا عشق سے خمیر آدم کا
قد ہو گیا جوش جس دم اُس میں آیا

جب روح کی رگ میں نشتر عشق لگا ^{۱۶۳}
وہ دل ہو جو اُس سے کہ قطرہ ٹپکا

در عشق تو گاہ بُت پرستم گویند کہ مند و خرابانی وستم گویند

اینہا ہمہ از بہر شکستم گویند ^{۱۶۴} من شاد و بانگہ ہر چہ ہستم گویند

سب کہتے ہیں بُت پرست اُلفتِ قریبی یارِ ند خرابانی کبھی۔ مست کبھی

سب کچھ ہے یا اے کہ ہو جو شکست ^{۱۶۴} میں جیسا ہوں کہتے ہیں خوشی ہے اسی

نے دیدہ بود کہ جستجوئش نکند نے کام و زبان کہ گفتگویش نکند

سہر دل کہ درو بوئے وفائے نکند ^{۱۶۵} گر پیش سگاف نکند بوش نکند

وہ آنکھ نہیں جے نہ جستجو ہو اُس کی بیکار زبان نہ جپہ گفت گو ہے اُس کی

وہ دل کہ نہ ہو بوئے وفا کچھ اُس میں ^{۱۶۵} تکتے کو بھی مرغوب نہ ہو اُس کی

آسان گل باغ مدعا نتواں چید بے سمر زلش خارِ جفا نتواں چید

بشگفتہ گل مراد بر شاخ اُمید ^{۱۶۶} تا سمر نہی بر زیر پا نتواں چید

گلچینی باغ مدعا ہے دشوار ^{۱۶۶} ممکن نہیں جب تک نہ جفا کے چھیں خار

بر شاخ اُمید میں ہیں گلہائے مراد ^{۱۶۶} پامال نہ ہو سر۔ نہ ملے گل زہار

آں روز کہ نور بر تریا بستند دیں منطقہ بر میانِ جواز بستند

در کتم عدم۔ بساں آتش بر شمع ^{۱۶۷} عشقت ہزار رشتہ بر ما بستند

جس دن کہ تریا کو عطا نور کیا ^{۱۶۷} جو ذرا کی کمر میں تو نے باندھا پٹکا

پروے میں عدم کے شعل آتش بر شمع ^{۱۶۷} سو رشتوں سے عشق اپنا ہم پر باندھا

درد و زخم از زلف تو در چنگ آید از حال بہشتیاں مرا ننگ آید

گر بے تو بصحرائے بہشتم خانہ ^{۱۶۸} صحرائے بہشت درد تم ننگ آید

دورخ میں تری زلف جو آٹھ آٹھ مجھے میں سمجھوں کہ غمتی بُرے ہیں مجھ سے

صحرائے بہشت میں جو بے تیرے بلاکیں ^{۱۶۸} دقنگ ہو معلوم بہت دل میں مرے

درد در سہ اسبابِ عمل می بخشند در میکدہ لذتِ ازل می بخشند

آنجا کہ بنائے خانہ زندان است ^{۱۶۹} سرمایہ ایمان بے پیل می بخشند

ہوں درد سہ میں عمل کے اسباب عطا اور میکدہ لذتِ ازل کی ہے جا

زندوں کے گھروں کی جس جگہ ہے بنیاد ^{۱۶۹} ایمان وہاں - راہ چلتے دیتا ہے خدا

ہوشم نہ موافقان و خولیاں بُرزد ایں کجکلباں موئے پریشاں بُرزد

گویند چرا تو دل بدیشان دوی ^{۱۷۰} دانش کہ من ندادم ایشاں بُرزد

کب خویش و اجماع ہوش لوٹے میرے البتہ اڑائے گئے زلفوں واسطے

سب کہتے ہیں کیوں اکو دیا تو نے دل ^{۱۷۰} وہ ٹپکے دانش - دیا کب میں

عاشق ہمہ دم فکرِ غم و دست کند معشوق کہ شمع کہ نیکو سوز کند

ما جو رم و گنہ کنیم او لطف و کرم ^{۱۷۱} ہر کس چیزے کہ لائقِ دوست کند

عاشق کو شب و روز ہے فکرِ غم یار معشوقوں کا ہے کام کہ شمع ہر بار

ہم جو رم و گنہ کرتے ہیں لطف و کرم ^{۱۷۱} ہر شخص وہی کہ ہے جو جگہ ہے کار

از لطف تو ہیج بندہ نو سید نشد مقبول تو جز مقبل جاوید نشد

مہرت بکدام ذرہ پیوست دے ^{۱۶۲} کاں ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

ما یس نہیں لطف سے تیرے بندہ مقبول ترا مستقبل جاوید ہوا

جس ذرہ پہ تیری نظر مہر ہوئی ^{۱۶۲} وہ ذرہ ہزار بار سورج سے بڑھا

شادم بدے کز آرزویت گذرو خوش دل بحدیثے کز رویت گذرو

نازیم بدو چشتے کہ بسویت گذرو ^{۱۶۳} بوسم کف پائے کہ بکویت گذرو

گذرے جو تری یاد میں وہ وقت آچھا اچھا وہ کلام جس میں ہو ذکر ترا

آنکھوں ہمیں نازاں کہ تجھے دیکھتی ہیں ^{۱۶۳} کہ ہے میں ترے گئے میں چوں کف پا

مارا بنود - ولے - کہ خرم گردو خود بر سر کوئے ما طرب کم گردو

گر شادی عالمے باروئے وہد ^{۱۶۴} چوں بر سر کوئے مار سد غم گردو

وہ دل نہیں اپنا کہ ہوش دو خرم خود اس طرف آتی ہے مسرت بجا کم

آئے جو ہماری جانب عالم کی خوشی ^{۱۶۴} آتے ہی ہائے پاس ہو جائے وہ غم

در چنگ غم تو دل سرودے نکند پیش تو نغان و نالہ سوئے نکند

نالیم بنالہ کہ آگہ نہ شوی ^{۱۶۵} سوزیم بآتشے کہ دودے نکند

خاموش ہے دل بجز غم میں تیرے بے سود ہے آہ و نالہ تیرے آگے

ہم روتے ہیں اس طرح نہ ہوتا آگاہ ^{۱۶۵} اُس آگ میں جلتے ہیں مہاں ہی جوندے

قدت قدم من زبار محنت خم کرد چشمت چشم ز چشمہا پر خم کرد

خالک عالم چوروز من تیرہ نمود زلفت کارم - جو کار خود ہم کرد

دیجھا ترا قد - خم ہوا - قدم سے مرا دیکھی تری آنکھ - چشمہ آنکھوں بہا

ہے تیرا تو ذرا حال - غار رخ سے اپنی طرح زلفت نے پریشان کیا

از دفتر عشق ہر کہ فرو دارد اشک گلگون چہرہ زردی دارد

برگرہ و سرے شود کہ سوزیت درو قربان دے برو کہ درے دارد

فرمان ہے عشق کے دفتر سے ملا چہرہ ہوا زرد اور لبو وہ رویا

جس سر میں ہو شور عشق قربان سپر جس دل میں ہو درد - جان اسپر ہے خدا

گردشمن مرداں ہگی حرق شود ہم برق صفت بخویشتن برق شود

گر سگ بہ مثل - درون دریا برو دریا نشود پلیدہ سگ غرق شود

اللہ کے بندوں سے حد سے جو بھلے آگ اُسکی مثال برق اُسی کو بھولے

گشتا مثلاً - کوہ پڑے کوئی اگر دریا تو نہ ہو پلیدہ - خود ہی ڈوبے

خلاقان تو اے جلال گونا گونند گاہے چو الف راست ہے چو الف نونند

در حضرت اجلال خیالی مجنوں کہ خاطر دہم آدمی بیرونند

ہر قسم کی خلوق ہے خالق تیسری خم نون کی مانند الف سے سیدی

عشاق کی تیرے تری نسبت ڈالے وہ ہے جسے عالم میں نہ سمجھے کوئی

مردان تو دل بہر گردش نہند لب بر لب لیس کا سترِ پُرخوں نہ نہند

و در دائرۂ اہل وفا چوں پرکار ^{۱۸۰} گر سر نہ بند پائے ہیروں نہ نہند

مطلب ہے کچھ خاک ہے بندوں کو یہ کاسۂ پُرخوں نہ لگائیں منہ سے

وہ دائرۂ وفا میں مشعلِ پرکار ^{۱۸۰} سر رکھ کے قدم نہ رکھیں باہر اپنے

زاوّل رہ عشق تو مرا شہل نمود پنداشت رسد بمنزلِ اصل تو زود

گامے دوسہ رفت و راہ را دریاؤں ^{۱۸۱} چوں پائے دروں نہاد و موجش بڑے

پہلے رہ عشق کو میں آساں سمجھا اب وصل ہوا تیرا یہ میں نے جانا

دیر نظر آئی راہ - سحر ڈا جو چلا ^{۱۸۱} موجوں نے بہایا - پاؤں جس دم رکھا

گر نہاں کر و عیب گر پیدا کرد رمت دارم ازو کہ بس برجا کرد

تاج سر من خاک کف پائے کست ^{۱۸۲} کو چشم مرا بعیب من بینا کرد

نہا ہر کیا عیب یا چھپا یا اُس نے ممنون ہوں سب کچھ ہے بجایے لئے

خاک کف پاؤں کی برے سر کا تاج ^{۱۸۲} جس نے مجھے بینا کیا عیبوں پر سے

کامل ز یکے ہنزدہ و صد بیند ناقص نہمہ جا معائب خود بیند

خلق آئینہ چشم و دل یکدگر اند ^{۱۸۳} در آئینہ نیک نیک بدہ بد بیند

کامل کی نظر میں عیب سب کے ہیں شہر ناقص کو ہر اک میں عیب آتا ہے نظر

ایک - ایک کا آئینہ ہے مخلوق خدا ^{۱۸۳} نیک آئے نظر نیک کو - بد - بد کو اگر

گلزار وفا۔ زخاں من می روید اخلاص زر بگذازن می روید

در فکر تو دوش سربز انو بودم ^{۱۸۴} امروز گل از کسار من می روید

اُگتا ہے۔ مرے کانٹوں گلزار وفا پیدا مری رہگذر سے اخلاص ہوا

کل تیرے تصور میں مراقب تھامیں ^{۱۸۴} آغوش سے میری آج گل ہیں پیدا

دردِ ہمہ نشکر روبرو خاک چہ سود بالفنس بلبید جامہ پاک چہ سود

زہر است گناہ و توبہ تریاک ہے است ^{۱۸۵} چوں زہر بجائ رسید تریاک چہ سود

دل میں ہوا اگر شرک تو سجدہ بے کار باطن ہو بخش تو پاک کپڑا بے کار

توبہ ہے جو تریاک تو عنسیاں ہے زہر ^{۱۸۵} سم کھا کے ہے تریاک کا کھانا بے کار

ختمِ دل آنکہ از ستم آہ نہ کرد کس را ز دردِ دل خویش آگاہ نہ کرد

چوں شمع ز نورِ دل سرا پا بگشت ^{۱۸۶} وز دواہنِ شعلہ دست کو تاہ نہ کرد

ختم ہے وہ دل ظلم ہے۔ اُن نہ کرے آگاہ نہ ہو حال سے کوئی اُس کے

گودرے شعلہ شمع پھلے بالکل۔ ^{۱۸۶} شعلے سے مگر ڈر کے وہ پیچھے نہ ہٹے

تا دلولہ عشق تو در گوشم شد عقل و خرد و ہوش فراموشم شد

تا یک ورق از عشق تو از بر کردم ^{۱۸۶} سی صد ورق از علم فراموشم شد

جب سے کہ تجھے دلولہ عشق ہوا عقل و خرد و ہوش کو میں نے کھوا

از ہر کیا جب سے اک درد، اُلفت کا ^{۱۸۶} جویا دعلوم تھے سبھی نو بھولا

گو شمع چو حدیث در چشم تو شنید فی الحال دل و خم خوش شد و از یزد چکید

چشم تو نکوش و بمن چوں نگری ^{۱۸۸} تا کور شو و ہر آنکہ نتواند وید

آنکھوں میں تری درو ہے حبیبی کشا دل خون ہوا اور مری آنکھوں سے بہا

آنکھیں تری ابھی ہوں جو تو دیکھے مجھے ^{۱۸۸} میں دیکھوں تجھے اور ہو حاسد اندھا

یک نیم رخت آکشت منکے بیعید یک نیم و گراں علیٰ لئی کشد ید

برگر و رخت نوشته یحییٰ و یحییٰ ^{۱۸۹} مَن مَاتَ مِنَ الْعَشِقِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيدٌ

رخ نصف ترا آکشت منکے بیعید اور نصف و گراں علیٰ لئی کشد ید

ہے رخ پترے نوشته یحییٰ و یحییٰ ^{۱۸۹} مَن مَاتَ مِنَ الْعَشِقِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيدٌ

درد اکہ ہی روی برہ باید کرد وین مغر ش عاشقی دوتا باید کرد

بر طاعت و خیر خود نباید گزست ^{۱۹۰} بر رحمت و فضل او نگہ باید کرد

اشتبہ کہ تو ہوتا ہے ہم سے رخصت لازم ہے اٹھائیں ہم با طاعت

زیبا نہیں طاعت پر کریں اپنی نظر ^{۱۹۰} کافی ہے ہمارے لیے فضل و رحمت

آں وقت کہ ایں نجم و افلاک نبو دین آب و ہوا کو آتش و خاک نبو

اسرار یگانگی سبق می گفتم ^{۱۹۱} دین قالب و ایں نوا و ادراک نبو

جسم نہ ستارے تھے نہ تھی یہ افلاک بد آب و ہوا اور نہ تھی آتش و خاک

اسرار یگانگی سبق تھا میرا ^{۱۹۱} قالب تھا ذرا و از نہ یہ تھا ادراک

گفتم چشم - گفت برائش می دار
گفتم جگر - گفت بآہش می دار

گفتم کہ دل - گفت چہ دار می دل^{۱۹۲}
گفتم غم تو - گفت نگاہش می دار

میں نے کہا - ہوں آنکھ - کہا دیکھے راہ
میں نے کہا - ہوں جگر کہا دہ کرے آہ

میں نے کہا دل ہوں - تو کہا دل میں کیا^{۱۹۲}
میں نے کہا غم ہے - کہا کہ اُس کو نگاہ

اے عشق بہ در و تو سرے می باید
صید تو - ز من قوی تے می باید

من مرغ یک شعلہ کہا ہم بگزار^{۱۹۳}
کیس آتش را - سمندر می باید

اے عشق تے در و کو سر ہو کوئی
ہو صید ترا مجھ سے قوی تر کوئی

میں ایک ہی شعلہ سے جلا - چوڑھے^{۱۹۳}
اس آگ کو لازم ہے - سمندر کوئی

یار بکش اگرہ تر کار من زار
رحمے کہ ز خلق عاجز ہم در ہمہ کار

جز در گہ تو کے بؤ دم در گاہے^{۱۹۴}
محروم از یں در کنم اے غفار

یار ب تو سرے کام کی گتھی سلجھا
کہ رحم - کہ مخلوق سے عاجز میں تھا

کوئی نہیں در میرا - بجز دے تے^{۱۹۴}
محسوس نہ کرنا مجھے میرے مولا

یار ب بہ و نور ویدہ پیغمبر^{۱۹۵}
یار ب بہ و شمع و دواں حیدر

بر حال من - از عین عنایت بنگر^{۱۹۵}
دارم نظرے آنکہ - نیغتم ز نظر

یار ب بطینیل حسینیٰ اٹھتے
یار ب بطینیل دواں حیدر

تو عین عنایت کی نظر کر مجھ پر^{۱۹۵}
میں رہے ہر آن عنایت کی نظر

در بزم تو لے شوخ منم ناز و اسیر
در کشتن من هیچ نداری تقصیر
با غیر سخن کنی کہ از رشک بسوز^{۱۹۶}
سویم کنی نظر کہ "از غصہ میتر"

اے شوخ! بتری بزم میں ہوں ناز و اسیر
غیروں سے تکلم نہ کہوں کچھ کے میں
خوداں ہے مری جان کا تو بے تقصیر
دیکھے نہ مجھے تاکہ مردوں میں دلگیر^{۱۹۶}

گرد و رقاصہ دم از وصال ت بضرور
دارد دل از یاد تو صد نوع حضور

خاصیت سایہ تو دارم کہ مدام^{۱۹۶}
نزدیک تو ام اگر چہ فی اتم دور

ہوں وصل سے گوئیں بضرورت ہجور
خاصیت سایہ ہے یہ مجھ میں کہ مدام^{۱۹۶}
حاصل مرے دل کو ہے گدیر حضور
میں پاس ہوں ہر چند ہوں تجھ سے دور

خورشید چو بر فلک زند را بیت نور
در پر تو آں خیرہ شود دیدہ زور

واندم کہ کند ز پردہ ابر ظهور^{۱۹۸}
فَالنَّاطِرُ يُحْتَلِيهِ مِنْ غَيْرِ قُصُورٍ

خورشید فلک پہ گاڑے جب را بیت نور
لیکن جو کرے ابر کے پے میں ظهور^{۱۹۸}
پر تو سے نظر خیرہ ہو ہر چند ہو دور
فَالنَّاطِرُ يُحْتَلِيهِ مِنْ غَيْرِ قُصُورٍ

اے فضل تو و ستگیر من - دستم گیر
سیر آمدہ ام ز خویش تن - دستم گیر

تا چند کنم تو بہ و تاکے شکنم^{۱۹۹}
اے تو بہ دہ و تو بہ شکن دستم گیر

تو فضل سے میری دستگیری فرما
کتک میں کروں تو بہ بھر اسکو توڑوں^{۱۹۹}
میں سیر ہوں اپنے سے ہو یاد میرا
توفیق تجھی سے ہے - ہو توفیق عطا

یارب در دل بغیر خود جا مگذار ^{۲۰۰} در دیدہ من گرد متا مگذار

گفتم گفتم ز من نمی آید هیچ ^{۲۰۰} سے سے مرا بہ من دا مگذار

یارب نہ رہے تیرے سوا دل میں کوئی ^{۲۰۰} آنکھوں کو ہو دیدار کی حسرت باقی
ہوتا نہیں کچھ مجھ سے مقرر ہوا لگا ^{۲۰۰} کر رحم نہ چھوڑ۔ مجھ کو حالت پیری

لذات جہاں چشیدہ باشی ہم عمر ^{۲۰۱} با یار خود آرمیدہ باشی ہم عمر

ہم آخر عمر رحلت یابد کرد ^{۲۰۱} خوابے باشد کہ دیدہ باشی ہم عمر

چکا ہو۔ تمام عمر۔ دنیا کا مزا ^{۲۰۱} گویا سے عمر بھر ہم آغوش رہا
ہے آخر کار تجھ کو مرنا بھی ضرور ^{۲۰۱} وہ خواب تھا عمر بھر جو تونے بچھا

ہر دُر کہ ز بجر اشکم افتد بہ کنار ^{۲۰۲} در رشتہ جان خود کشم گو ہر دار

گیرم بکفش چو بسجہ در فرقت یار ^{۲۰۲} یعنی کہ منی ز نم نفس جز بشمار

جو گوہر اشک میب دامن پر گرت ^{۲۰۲} بس رشتہ ہاں میں ہی پرو کریں لے
تسبیح بکفت۔ ہجر منم میں ہو جاؤں ^{۲۰۲} یعنی ہر سانس لوں میں گنتی کر کے

ہر لقمہ کہ بر خوان عوان است مخور ^{۲۰۳} گر نفس ترا راحت جان است مخور

گر نفس ترا غسل نماید پیش ^{۲۰۳} آں خون دل پیرہ نان است مخور

احباب کے خوان پہ نہ کھا اک لقمہ ^{۲۰۳} ہر چند ہو خوش نفس دامن سے نہ کھا
مانا کہ ترا نفس غسل سمجھے اُسے ^{۲۰۳} وہ خون دل پسیرہ ناناں ہے گویا

ناقوس نواز گرز من دار و عار سجادہ نشین اگر ز من کردہ کنار

من نیز بر غم ہر دو انداختہ ام ^{۲۰۴} تسبیح در آتش - آتش اندر ز نار

ہے مجھ سے برہمن کو اگر ننگ و عار سجادہ نشین مجھ سے اگر ہے بیزار

تو میں بھی ہوں فی و نوں کا پکا دشمن ^{۲۰۴} تسبیح کو دوں آگ جلاؤں ز تار

بایار موافق آشنائی خوشتر و ز ہمد ہم یوفا جدائی خوش تر

چوں سلطنت زمانہ بگذاشتنی است ^{۲۰۵} پیوند بملک بے نوائی خوش تر

جو یار ہو مخلص آشنائی اچھی ہمد ہم ہو بے وفا - جدائی اچھی

ہے سلطنت زمانہ شے والی ^{۲۰۵} اُس سے تو ہماری بے نوائی اچھی

بدہ مرا تو خدا یا ویریں خجستہ سفر ہزار نصرت و شادی ہزار فتح و ظفر

بحریت سہ محمد جی چار علی ^{۲۰۶} بد و حسن و حسین و موسی و جعفر

اکہی محلو جو در پیش ان دنوں ہے سفر دعا یہ کرتا ہوں میں تو قبول اسکو کر

عطا ائمہ اثنا عشر کے صدقہ میں ہو ^{۲۰۶} ہزار نصرت و شادی ہزار فتح و ظفر

تا چند حدیث قامت و زلف نگار تلکے باشی طالب بوس و کنار

گر زانکہ نہی دروغ زن عاشق دا ^{۲۰۷} در عشق چو او ہزار چوں او بگزار

کتب تک یہ ذکر قامت و زلف نگار کتب تک تجھے ہوگی طلب بوس و کنار

سچا اگر عاشق ہے تو پھر چھوڑ بھی دے ^{۲۰۷} ایک اُس کی محبت میں خیال ایسے ہزار

آگاہ بزمی اسے دل و آگاہ بمیر چوں طالب منزلی تو دور راہ بمیر

عشق است لبان زندگانی و نر^{۲۰۸} زمیناں کہ توئی خواہ بزمی خواہ بمیر

آگاہی میں ہو دل! نر مرا - جینا تو طالب منزل ہے تو رہیں مرا

مرا رہ عشق میں ہے جینا - ورنہ^{۲۰۸} بے عشق کے جینا بھی ہے مرنا تو

مجنون و پریشان تو ام دستم گیر سرگشتہ و حیران تو ام دستم گیر

ہر بے سرو پا چو دستگیر سے دار^{۲۰۹} من بے سرو سامان تو ام دستم گیر

مجنون و پریشان ہوں مدد کریں سرگشتہ و حیران ہوں مدد کریں

ہر بے سرو پا کا ہے مددگار کوئی^{۲۰۹} میں بے سرو سامان ہوں مدد کریں

دل خستہ و دلفگار و مشرکان خیز رفتم بر آں یار میر مہر انگیز

من جائے نکرہ گرم گردون بستیز^{۲۱۰} ز دبانگ کہ ہاں چند نشینی بر خیز

آنکھوں سے لہو بہتا - پریشان نزار پاس اس کے گیا جو ہے مرا مہزنگار

بیٹھا بھی نہ تھا کہ چرخ نے لٹکا ما^{۲۱۰} اٹھ جا - آخر نشست کب تک بیکار

من بودم و دوش آں بُت بنو^{۲۱۱} از من ہمہ لایہ بود ازاو ہمہ ناز

شب رفت و حدیث ما بپایان سید شب راجہ گنہ حدیث ما بود دراز

خلوت میں ملاک جو بت بندہ نواز وہ تھا ہمہ تن ناز تو میں محو نیاز

پوری نہ ہوئی بات کہ شب ختم ہوئی کیا شب کا قصور قصہ غم تھا دراز

دہر سحرے ہا تو ہی گویم راز
برودگر تو ہی کم عرض نیاز

بے منت بندگانت اے بندہ نواز^{۲۱۳}
کارِ من بیچارہ سرگشتہ لباز

ہوتے ہی سحر کہتا ہوں میں اپنا راز
تجھے ہی غلط کرتا ہوں کچھ عرض نیاز

احسان کسی کا نہ ہو اور کام بنے^{۲۱۴}
عاجز ہوں مدد کر مری یوں مجھے نواز

جہد سے یکن از پند پذیری دوسرے روز
تا پیشتر از مرگ بمیری دوسرے روز

دنیائے پیریت چہ باشد اتو^{۲۱۳}
با پیرہ ز نے انس نگیری دوسرے روز

پیری نصیحت ہے کہ کر سعی ذرا
تاکہ تجھے ہوا جہل سے کچھ پہلے فنا

دنیا ہے زن پیر لگا اس سے نذل^{۲۱۴}
بوڑھی سے نہیں ل کا لگنا اچھا

دل جزوہ عشق تو نہ پوید ہرگز
جز محنت و درد عشق تو بخوید ہرگز

صحراے دلم عشق تو شور تاں کرو^{۲۱۴}
تا مہر کے در آں نہ روید ہرگز

دل کر ہے اگر طلب تو تیری طلب
ستہا ہے ترے عشق میں رنج و تلب

جب تو ہی مرے دل میں سما یا آکر^{۲۱۵}
اغیار کا پھر خیال آسکتا ہے کب

تا روئے ترا بدیدم اے شمع طراز
نہ کا کہم نہ روزہ دارم نہ نماز

چوں ہا تو بوم مجاز من جملہ نماز^{۲۱۵}
چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز

جب کہ تجھے دیکھا ہے اے شمع طراز
کچھ کام نہ کرتا ہوں نہ روزہ نہ نماز

ہو تیری حضور ی تو مجاز بالکل بے نماز^{۲۱۵}
بے تیرے مری نماز بالکل ہے مجاز

لے جملہ بیکسان عالم را کس بیچو کر مت تمام عالم را بس

من بیکسیم و تو بے کسان یاری ^{۲۱۶} یارب تو بغیر یا دمن بیکس برس

یارب ہے تو بیکسوں کا دلی

یا دمن ہے تو بیکسوں کا۔ میں ہوں بیکس ^{۲۱۶} فریاد مری سن کہ ہوں میں فریادی

شاہ از دعائے مرد آگاہ بترس و ز سوز دل و آہ سحر گاہ بترس

بر شکر و بر سپاہ خود غرہ مشو ^{۲۱۷} از آمدن سیل بنا گاہ بترس

اے شاہ دعائے مرد آگاہ سے ڈر

تو لشکر و افواج پر عنصر در نہ ہو ^{۲۱۷} اور سوز دل و آہ سحر گاہ سے ڈر

نور و ز شد و جہان بر آوردہ نقش حاصل ز بہار عمر۔ مارا غم و بس

از قافلہ بہار نامد آواز ^{۲۱۸} تالالہ بہ باغ سترگون ساخت جس

نور و ز کے جانے کا جہاں کو ہے الم

کب قافلہ بہار دیتا ہے صدا ^{۲۱۸} حاصل ہے ہماری زندگانی کا غم

در دل و در دست از تو پنهان پس تنگ آمدہ چنداں لم از جان کہ پس

بایں ہمہ حال در چنین تنگ دلی ^{۲۱۹} جا کردہ محبت تو چنداں کہ پس

لے یار نہ پوچھ درد دل کا احوال

یہ حال ہے یہ تنگ دلی ہے۔ لیکن ^{۲۱۹} تنگ آیا ہوں میں جا کہ جینا ہے بال

ہے دل مرا الفت سے تری مالا مال

لے آئینہ ذات تو ذات ہمہ کس مرآت صفات تو صفات ہمہ کس

۲۲۰ ضامن شدم از بہر نجات ہمہ کس برین نبولیں سیئات ہمہ کس

لے دو کہ ہر اک ذات ہے۔ آئینہ ذات
تو سب کے گنہ نام پر میرے کھڑے

۲۲۰ لطف و کرمت یا رمن بکیں رس اللہ بفریا و من بکیں رس

۲۲۱ ہر کس یکسے و حضرتے می نازد جز حضرت تو نداد و ایں بکیں کس

دینا و مری سُن کہ ہوں یارب بکیں
ہر شخص کو ہے ناز کسی اپنے پر

۲۲۱ شاہی طلبی بہر و گدائے ہمہ باش بیگانہ ز خویش آشناے ہمہ باش

۲۲۲ خواہی کہ ترا چو تاج بر سر دارند دست ہمہ گیر و خاکپائے ہمہ باش

شاہی کی حذب ہے تو گدا ہو سب کا
سر تاج بنے سب کا یہ خواہش ہے اگر

۲۲۲ تاد و نرنی بہر چہ داری آتش ہرگز نشو و حقیقت حال تو خوش

۲۲۳ مارا خواہی خطے بعالم درکش کاندیک دل و دوستی ناید خوش

تو آگ لگا پاس ہے جو کچھ تیرے
اک دل میں سملے دو کی الفت کیسے

در میدان با سپر و ترکش باش ^{۲۲۳} سر ہیچ بخود کش بہا سرکش باش

گو خواہ زمانہ آب خواہ آتش باش ^{۲۲۴} تو شاو بزی و در میانہ خوش باش

میدان طلب میں بیٹھ ہر دم تیار ^{۲۲۴} خاموش نہ رہ یار سے رکھ تو سر و کار
گو گذریں ہزار گم دسرد عالم آرام و خوشی سے اپنی تو عمر گزار

سودائے توام در جنوں میزد و دوش ^{۲۲۵} دریائے دو دیدہ موج خون میزد و دوش

در نیم شبے خیل خیال تو رسید ^{۲۲۵} ورنہ جانم خیمہ بروں می زد و دوش

سودا تری اُلفت کا جو کچھ او بڑھا ^{۲۲۵} کل خون کا دریا مری آنکھوں سے بہا
شب گذری بختی آدمی کہ ترا آیا خیال ورنہ مراد م تن سے نکل ہی جاتا

در خانہ خود نشستہ بودم دل لیش ^{۲۲۶} و ز بار گنہ فگندہ بودم سر پیش

آواز آمد کہ غم مخورے در ویش ^{۲۲۶} تو در خور خود کنی و مادر خور خویش

میں بیٹھا تھا گھر میں اپنے دل لیش ^{۲۲۶} تھا مجھ کو گناہوں کا تردد در پیش
آئی یہ نہ کہ غم نہ کر اے در ویش رحمت ہے گناہوں سے تیرے پیش از پیش

آتش بہودست خویش در خرم خویش ^{۲۲۷} خود بر زدہ ام چہ نا لہم از دشمن خویش

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش ^{۲۲۷} لے وائے ملق دست من از من خویش

خرمن میں لگائی آگ میں نے خون ہی ^{۲۲۷} دشمن کا گلا کیسا شکایت کیسی
دشمن نہیں میرا کوئی غمیرے سوا افسوس ہے اس درامن دست حالت پر ہی

پیوستہ مرا از خالق جسم و عرض حقا کہ ہمیں بود و ہمین است عرض

کام جسم لطیف را بخلوت نگہ ناز^{۲۲۸} فارغ بینم ہمیشہ را سیب مرض

یہ عرض ہے میری خالق جسم و عرض ہے میری ہمیشہ سے ہی ایک غرض
خلوت نگہ ناز میں مری روح لطیف^{۲۲۸} دیکھے نہ کبھی کوئی بھی آسیب مرض

گشتی بوقوف بر مواقف قانع شد قصد مقاصد ز مقصد مانع

ہرگز نشود تا بکس کشف حجب^{۲۲۹} انوار حقیقت از مطالع طالع

تو خود ہی تعینات پر ہے قانع مقصود میں ہیں تیرے مقاصد مانع
جب تک نہ حجاب درمیان ہوں^{۲۲۹} انوار حقیقت نہیں ہرگز طالع

حق تعالیٰ کہ مالک الملک است لیس فی الملک غیرۃ مالمک

می رساند بیک و گر ما را^{۲۳۰} انکہ قادر علی ذلک

مالک الملک حق ہے اے مالک لیس فی الملک غیرۃ مالمک
ایک سے لیکے دوسرے کو^{۲۳۰} انکہ قادر علی ذلک

یا مَنْ بِكَ حَاجَتِي وَرَوْحِي بِيَدِكَ عَنْ غَيْرِكَ أَعْرَضْتُ وَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ

مائی عمل صار^{۲۳۱} قَلْ جُنَّتْ رَاجِحًا تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ

تو جان کا مالک ہے میں محتاج تو اغیار سے بھر کر ترا دامن پکڑا
اچھے نہیں اعمال بھروسہ کیسا^{۲۳۱} رحمت پہ بھروسہ ہے تری لے مولا

خلقاں ہمہ بردگہت لے خالق پاک ہستند پئے قطرہ آبے غمناک

سقائے سحاب بفرما از لطف تا آب زندہ بر سر ایں مشتے خاک

یعنی بھی ہے مخلوق تری خالق پاک اک قطرہ بارش کے لئے ہے غمناک

ہو بہ کرم حکم کہ سقائے سحاب چھر کاؤ سے بارش کے دبانے سب خاک

دستے کہ زوئے بنا زو زلف تہ چنگ چشمے کہ زویدنت زول برے رنگ

آں چشم بست بے توام چہرہ بخوں ایں دست بکوفتے توام سینہ بگ

جو ہاتھ کہ گیسو کو ترے چھوتا تھا جس آنکھ نے دیدار سے دی دل کو غینا

بے تیرے وہ آنکھ اب بہاتی ہے لہر اُس ہاتھ نے اب بھریں سینہ کوٹا

بر چہرہ ندارم ز مسلمان ز رنگ دار دبر سن شرف سگ اہل فرنگ

آں روسیہ ام کہ باشد از بدون سن دوزخ راننگ اہل دوزخ راننگ

چہرہ سے عیاں کچھ نہیں اسلام کے ڈھنگ بڑھ کہ کہیں مجھ سے ہے سگ اہل فرنگ

اب مجھ سے ہے میری روسیاہی کب دوزخ کو بھی ننگ اہل دوزخ کو بھی ننگ

تا شیر بدم شکار من بود پلنگ پیر و ز شد م بہر چہ کردم آہنگ

تا عشق تہ را بردار و دم تنگ از پیشہ بردوں کہ در مار دہ لنگ

جب شیر تھا میں صید مرا تھا چیتا جس چیز پہ حمل کیا پکڑا مارا

جب سے کہ چھتا دام محبت میں تری اک رو بہ لنگ نے کچھ میرا چھینا

سرست بدشت خاوال لالہ آل چوں دانہ اشک عاشقانِ مژدہ سال

بنمود چو حسن دوست از پرده جمال ^{۲۳۶} چوں صورت حال مرشدش صورت حال

سرست ہے دشت خاوارانِ پلا لالہ جس طرح کہ اشک عاشقان ہر روز سال
جب یار کے حسن نے دکھا یا جلوہ ^{۲۳۶} میری ہی ہوئی لالہ کی بھی صورت حال

در باغ کجایار دم کہ نالہ بلبل بے توجہ کنم جلوہ سرو و سنبل

یا قید تو هست انچہ می دار و سرو ^{۲۳۶} یا روئے تو هست انچہ می دار و گل

گلشن میں کہاں جاؤں بے گریبان بلبل بے تیرے عبت - بہار سرو و سنبل
ہے سرو تو اس کا بھی ہے تیرا ہی ساقہ ^{۲۳۶} گلہ و ترے چہرے ہی کا نقشہ ہے گل

لے چارہ سالہ مہ کہ در حق جمال ہچوں مہ چارہ رسیدی بکمال

یارب نرسد بحسنت آسید زوال ^{۲۳۸} در چارہ سالگی بمائی صد سال

مہر تو رہے چودہویں سال ایسا جمال جس طرح کہ ہو چودہویں شب بدر ہلال
اس حسن کو اللہ کہے ہو نہ زوال ^{۲۳۸} یونہی رہے تو چودہ برس کا سو سال

لے عہد تو عہد دوستاں سر پہل از عہد تو کیس خیر و از مہر تو ذل

لے یکشنبہ ہچو شمع و یک روزہ چو گل ^{۲۳۹} پُر و لولہ و میان تہی ہچو دہل

ہے عہد ترا عہد دوستاں سر پہل ہے عہد میں کینہ تو تری مہر میں ذل
مہان ہے شب روز کا مثل گل و شمع ^{۲۳۹} پُر و لولہ در میان تہی مثل دہل

گر باغم عشق سازگار آید دل بر مرکب آرزو سوار آید دل

گر دل نبود کجا وطن ساز و عشق ^{۲۴۰} و عشق نہاں نہ بچہ کار آید دل

جن دل میں غم عشق نے لھر کے کیا اُس دل کا حقیقت میں بڑا کام بنا
دل ہی جو نہ ہوتا تو کہاں رہتا عشق ^{۲۴۰} اور عشق نہ ہوتا تو نہ دل کام کا تھا

با خود در و صل تو کشودن مشکل دل را بغراغ آرزو دون مشکل

مشکل حلے و طرفہ مشکل حالے ^{۲۴۱} بودن مشکل با تو نہ بودن مشکل

خود کو نہ مٹاؤں تو نہ ہو وصل ترا مشکل ہے مجھے اور بڑی مشکل ہے ^{۲۴۱} مشکل بغراغ آزمانا دل کا غم وصل کا اور ہجر میں دو بھر جینا

شیدائے ترا روح مقدس منزل سودائے ترا عقل مجر د محمل

سیاح جہان معرفت یعنی دل ^{۲۴۲} در بحر غمت دست بسریائے بگل

عاشق کی ترے روح مقدس منزل سودا کا ترے عقل مجر د محمل ^{۲۴۲} سیتلج جہان معرفت یعنی دل دریا میں ترے غم کے ہوا پائے بگل

پرسید کیے منزل آں مہر گسل گفتم کہ دل من باست اور منزل

گفتا کہ دلت کجاست گفتم براو ^{۲۴۳} پرسید کہ او کجاست گفتم در دل

اک شخص نے پوچھا کہ کہاں ہے دلبر میں نے کہا دل میں ہے مرا شک نہر ^{۲۴۳} پوچھا کہ کہاں ہے دل کہاں ہے۔ کہا دل کے اندر

آزاد ترم گرچہ کم آزاد ترم بے یار ترم گرچہ وفادار ترم

باہر کہ وفا و صبر بیش کردم ^{۲۴۴} سبحان اللہ بچشم او خوار ترم

آزادہ ہوں میں گرچہ کم آزاد ہوں میں بے یار ہوں میں گرچہ وفادار ہوں میں
کی جس سے وفا میں نے زیادہ سب سے ^{۲۴۴} سبحان اللہ نظر میں اس کی غار ہوں میں

گروست تضرع بدعا بردارم پنج دین کوہ ہار جا بردارم

لیکن زلفضلائی معبود احد ^{۲۴۵} فاضل صبر اجمیل از برمی دارم

ماگلی جو کسی روز دہائیں دل سے اڑ جائیں بہار جڑ سے نکالیں کے
افعال سے معبود واحد کے لیکن ^{۲۴۵} فاضل صبر اجمیل از بر ہے مجھے

مشہود و خفی چو گنج دقیا نو سم پیدا و نہاں چو شمع در فانوس سم

القسمہ دریں چمن چو بید مجنوں ^{۲۴۶} می بالم و در ترقی معکوس سم

قاروں کا خزانہ ہوں نہاں اور عیاں فانوس میں ہوں شمع عیاں اور نہاں
القسمہ چمن میں بید مجنوں کی طرح ^{۲۴۶} گھٹ جاتا ہوں جب بڑھتا ہوں میں جڑ

بے مہری آل پہانہ جوی دامن بے درد و ستم عادت آدمی دامن

جز جور و جفا عادتیں بد خوئی ^{۲۴۷} من شیوہ یار خود نکومی دامن

میکاری حیلہ جو کو میں جانتا ہوں بے مدد ہے اس کی خو کو میں جانتا ہوں
خصلت میں ہے بد خو کی جفا اور ستم ^{۲۴۷} بے مہری ماہر کو میں جانتا ہوں

لے باغ نہ بستان وچن می خواہم نے سرو نہ گل نہ یا سمن می خواہم
خواہم ز خداے خویش کجے کہ در آں ^{۲۴۸} من باشم و آں کسے کہ من من خواہم

بستان کی طلب اور نہ چن ہے وہاں ہوں سرو و گل و یا سمن سے بیزار

ہے گوشہ عافیت خدا سے مطلوب ^{۲۴۸} جیسے رہوں میں اور فقط میرا بار

تب را کروم در آب آتش کروم یک چند بتعویذ و کتابش کستم
بازش یکبار در عرق کروم غرق ^{۲۴۹} چوں لشکر فرعون در آبش کستم

پانی سے بجھائی آگ میں نے تب کی کچھ مصحف و تعویذ سے کم کیا گری

یوں عرق پسینہ میں کیا پھر جس طرح ^{۲۴۹} فرعون کے لشکر کو ڈبوئے پانی

دی شب کہ بکوئے یار میگردیم دانی کہ بپے چہ کار می گردیم
قربان خلاف وعدہ اش میگشتم ^{۲۵۰} گرد و سب انتظار نمی گردیم

کل کو چہ جانان میں جو میں پھرتا تھا معلوم ہے کیا کام وہاں تھا میرا

میں وعدہ خلافی پہ تھا ستر ہاں انکی ^{۲۵۰} یعنی تھامیں انتظار جانان پہ خدا

ما بامے وستی سر تقویٰ داریم دنیا طلبیم و میل حقہی داریم
کے دنیا و دین ہر دو ہم آیدرست ^{۲۵۱} این است کہ مانہ دین و دنیا داریم

سے پتے ہیں اور خیال تقویٰ ہے ہیں دنیا کی طلب ہے میل حقہی ہے ہیں

مکن نہیں جمع دین و دنیا جو جائیں ^{۲۵۱} کچھ دین ہی حاصل ہے نہ دنیا ہے ہیں

ماہین دو عین یا راز نون تا سیم
۲۵۲ مینی لے کشیدہ بر صفحہ سیم
نے غلظم کہ از کمال عجاز
انگشت نبی است کردہ رابہ و ونیم

ماہین دو عین یا راز نون تا سیم
۲۵۲ مینی ہے لے کشیدہ بر صفحہ سیم
میں ہوں غلطی پر۔ بکمال عجاز
انگشت نبیؐ نے کیا مہ کو دو ونیم

روزے زپے گلاب می گردیدم
پڑ مروہ عذار گل در آتش دیدم

۲۵۳ گفتم کہ چہ کردہ کہ می سوزدنت
گفتا کہ دریں باغ دے خندیدم

پھر تانتھا میں جستوئے گل میں جلاں
۲۵۳ کچھ پتیاں آتش میں جو بھیس سنال
گل سے جو یہ پوچھا کہ خطا کیا ہے تیری
بولا کہ ٹھکڑاں میں ہوا تھا خندال

تا بردی ازین یا رتشریف قدم
بر دل رقم شوق تو دارم مرقوم

۲۵۴ ایں غصہ مرا کشت کہ ہنگام دواع
از دولت دیدار تو گشتم محروم

تو نے کیا جس دن سے کہ تشریف قدم
۲۵۴ اس رنج نے مارا کہ بوقت رخصت
دل پر رقم شوق ہے میرے مرقوم
دیدار کی دولت سے رہا میں محروم

ز اندم کہ قرین محنت و افغانم
ہر لحظہ ز ہجران بلب آہ جانم

۲۵۵ محروم ز خاک آستان نام
کز سیل سرشک غم گذر نتوانم

جب سے کہ مرا کام ہوا آہ و فغان
۲۵۵ میں ہجر میں جاں بلب ہوں جان بلب
محروم ہوں خاک آستان سے کہ نہیں
دیائے سرشک سے گذر کا امکان

عمرے بہوئیں باز ہوا پیو دم ۲۵۶ در ہر چہ ز دم دست ز غم فرسوم
در ہر کارے خونِ جگر پالو دم دست از ہمہ باز داشتم آسودم
ایک عمر ہوس میں ہی گرفتار رہا ہر کام میں ہی خونِ جگر میں نے پیا
جو کام کیا بچ ہی پایا میں نے ۲۵۶ جب چھوڑ دیا سب کو تو آرام ملا

بایاد تو بادیدہ ترے آیم وز بادہ شوق بے خبر مے آیم
ایامِ فراق چوں بسر آمدہ است ۵۶ من نیز بسوئے تو بسر مے آیم
رہتا ہوں تری یاد میں بادیدہ تر مدہوش مے شوق سے میں ہوں کثر
اب بھر کے ایام ہوئے چونکہ ختم ۲۵۶ یوں سر کے بل آتا ہوں میں چل کر دلبر

گر در سفرم توئی رفیقِ سفرم و در حضرم توئی انیسِ حضرم
ہر جا کہ نشینم و بہر جا گذرم ۲۵۸ جز تو نہ بود، یہ سچ مراد و گرم
ہے تو ہی رفیقِ گرگوں کوئی سفر ہے تو ہی انیس - وہ سفر ہو کہ حضر
ہوتا ہے جہاں کہیں بھی گر میرا گذر ۲۵۸ اک تیرے سوا کوئی نہیں دِ نظر

در حضرتِ پادشاہِ دوراں مائیم در دائرہ وجودِ سلطان مائیم
منظورِ خلافتِ است اس سنیہ ما ۲۵۹ پس جامِ جہانیاں خُلقاں مائیم
ماصل ہے ہمیں - حضورِ شاہِ دوراں ہم دائرہ وجود میں ہیں سلطان
مخلوق کا منظر ہے ہمارا سنیہ ۲۵۹ ہے جامِ جہاں نمایہ قلبِ انسان

نہ از سر کار با خلل می ترسم نے نیز نہ تقصیر امل می ترسم

ترسم کہ گناہ نیست آمرزش هست از سابقہ روز ازل می ترسم

اس کا نہیں ڈر کام ہے میرا بتر تقصیر امل کا ہے نہ کچھ خون و خطر
لکھا ہے شئی ازل میں یا محکو سعید لے دیکے اگر ہے تو یہی ہے مجھ نہ

ایں بخت ندارم کہ بقامت بنیم یاد رکھ کرے ہم بسلامت بنیم

وصل تو بیج گو نہ دستم ناید نامت بنولیم و بناست بنیم

دیکھو تجھے تقدیر کہاں ایسی مری یا راستہ میں ہی ہو ملاقات تری
ملن نہیں جب وصل تو کافی ہو ہی حاصل کروں میں نام سے تسکین دلی

چوں آں شدہ ام کہ دید تو اندم تائیش تو اے نگار نشاندم

چوں ذرہ بخورشید بھی پیوند خورشید توئی بدترہ من مانند

ہے اپنا وجود اپنی نظر سے ہی نہاں ہو وصل ترا۔ ہے یہ کہاں بائیں
خورشید میں مل جاتا ہے لیکن نہ ہے مہر جو تو۔ ذرہ ہوں میں لے جان

ز امیزش جان و تن فی مقصوم وز مردن و زیستن تن فی مقصوم

تو دیر زی کہ برفتم ز میاں گر من گویم ز من تو فی مقصوم

مقصود ہے ربط جسم و جان سے تو ہی تیرے لیے ہے مرگ ہو یا زیست مری
مقصود تری ذات ہے معدوم ہو میں مقصود آقا سے بھی ہے تیری ہستی

بے درد تو اندیشہ درماں نکم
بے زلف تو آرزوئے ایماں نکم

جاناں تو اگر جاں طلبی خوش باشد ^{۲۶۴}
اندیشہ جاں برائے جاناں نکم

درماں کی نہیں فکر جو ہے درد ترا
تو طالب جاں ہو تو خوشی سے مر جاں ^{۲۶۴}
باعث آئے تری زلفت تو ایماں کیسا
تجھ مر بجاں۔ جانِ اسوجاں خدا

از جملہ درد وہائے بے درماں
وز جملہ سوزِ داغ بے تاباں نم

سوزندہ تراست کہ چوں مروتِ شیم ^{۲۶۵}
در چشم سنی و دیدنت تو انم

میں ہوں ہمہ تن درد۔ مگر بے درماں
رونا تو یہ ہے آنکھ کی چلی کی طرح ^{۲۶۵}
بے نور جو ہو۔ میں ہوں وہ دماغ سوزاں
تو آنکھ میں رہ کر بھی نظر سے ہٹاں

شمع کہ بہرہ نہاں فرد می کریم
می خندم و ہر زماں فرو می کریم

چوں ہچکس از گریہ من آگہ نیست ^{۲۶۶}
خوش خوش میان جانِ فرو می کریم

درد بہ وہ مثال شمع ہوں میں گریاں
آگاہ نہیں کوئی بھی رونے سے مرے ^{۲۶۶}
روتا ہوں بہ باطن تو بظاہر خنداں
روتا ہوں میں دل ہی دل میں جل جہنم

تا چند بگر و سر ایماں گروم
وقت ست کہ از افعالِ پشیمان گروم

خاکم ز کلیسا و آبم ز مشراب ^{۲۶۷}
کافر تر از انم کہ مسلمان گروم

ایمان کا کب تک کرد میں اندیشہ
بے خاک کلیسا دے سے جو خمیر ^{۲۶۷}
افعال پہ لازم ہے پشیمان ہونا
میں کفر میں پختہ ہوں مسلمان کیسا

ہر چند کہ دل بوصل شاد کن دیم دیدیم کہ خاطر پریشاں کر دیم

خوش باش کہ ما خوئے بچاں دیم ۲۶۸ برخود و شوار و بر تو آساں کر دیم

ہر چند کہ دل و دل سے خوش ہم نے کیا دل تیرا مگر اُس سے پریشان ہوا

خوش ہو کر ترے بچہ کی عادت کرنی ۲۶۸ آرام دیا تجھ کو تو خود رنج سہا

یاد ت کنم ارشاد و گر غم گینم نامت برم از خیزم اگر نشینم

با عشق تو خود کردہ ام اید و چناں ۲۶۹ در ہر چہ نظر کنم ترا می بینم

شادی ہو کر غم دھیان ہے ہر دم تیرا ہر دم ہے ترا نام و طیفہ اپنا

الفت میں بندھا ایا تصور تجھ کو ۲۶۹ ہر شے میں نظر آتا ہے تیرا جلو

در مصطبہ ہا در و کشاں ما باشیم بدنامی ہا رانام و نشاں ما باشیم

از بد ترانی کہ تو شاں می بینی ۲۷۰ چوں نیک بہ بینی بدیشاں ما باشیم

مے خانوں میں ہم پیتے ہیں کچھ مے کی بدنامی کا ہے نام و نشاں ہم سے ہی

تو جن کو سمجھتا ہے نہایت بدتر ۲۷۰ کر غمک میں اصل ہمیں اُس کی بھی

ہر چند گئے ز عشق بیگانہ شویم با عافیت گشت و ہم خانہ شویم

ناگاہ پری رُخے بمن برگز و ۲۷۱ برگردم از ازل حدیث و دیوانہ شویم

کرتے بھی ہیں گر عشق سے ہم قطع نظر جائیٹھے ہیں چین سے گھر کے اندر

بہر جلوہ دکھاتا ہے کوئی شوخ حسیں ۲۷۱ ہو جاتے ہیں پھر عشق میں بوجہ مضطر

اندھ طلب یا رچو پروانہ شدم ^{۲۶۲} اول قدم از جو و بیگانہ شدم

او علم نمی شنید لب بر بستم ^{۲۶۲} او عقل نمی خرید دیوانہ شدم

میں جب طلب یا ر میں پروانہ ہوا ^{۲۶۲} تو اپنے وجود سے بھی بیگانہ ہوا

وہ علم سے بے غور خاموش ہوں میں ^{۲۶۲} نفرت اُسے عقل سے میں دیوانہ ہوا

اندوہ تو از دل حزیں می دروم نامت ز زبان آن ایں می دروم

می نالم و قفل بردہاں می فگنم ^{۲۶۳} می گریم و خون در آستیں می دروم

دل سے بھی ترے غم کو کیا پوشیدہ ^{۲۶۳} ہر شخص سے ہے نام چھپایا تیرا

روتا ہوں مگر آن نہیں کرتا نہ سے ^{۲۶۳} منہ ڈھانک کے دامن سے لہو میں دیا

غنما کم و از در تو با عنسم نروم ^{۲۶۴} جز شاد و امیدوار و خرم نروم

از در گہ ہچو تو کریم ہرگز ^{۲۶۴} نو مید کے نرفت و من ہم نروم

منوم ترے در پہ اگر آؤں گا ^{۲۶۴} جب جاؤں گا۔ مقصود کو جب پاؤں گا

در گاہ سے تجھ جیسے کرم دے کے ^{۲۶۴} مایوس گیا کوئی۔ میں جاؤں گا

بہریدہ ز من نگار ہنخانیگم ^{۲۶۵} بہریدہ ز من لباس فرزانگیگم

مجنوں بہ نصیحت و لم می آید ^{۲۶۵} بنگر بکجا رسیدہ دیوانگیگم

دلدار نے پاس۔ جبکہ رہنا چھوڑا ^{۲۶۵} رخصت ہوئی عقل عیش و آرام گیا

حد ہو گئی۔ مجنوں مجھے سمجھاتا ہے ^{۲۶۵} کس درجہ بڑھا ہوا جنوں ہے میرا

۲۶۶ می سوزم و می سازم دوم بنام
از عشق توے نگار اندر نام

۲۶۷ آغشته بخوں چو دانہ اندر نام
تا دوست بگردن تو اندر نام

۲۶۷ آغشته بخون دل رہو نگاریوں ہی
۲۶۷ آغشته بخون دل رہو نگاریوں ہی

ما طی بباط ملک ہستی کردیم
بے نقص خودی خدا پرستی کردیم

۲۶۷ تفت بر رخ کہ ز دوستی کردیم
بر مائے وصل نیک می پیوندو

۲۶۷ تفت ہے کہ بہت جلد ہم کو سستی سوجھی
۲۶۷ تفت ہے کہ بہت جلد ہم کو سستی سوجھی

یارب ز گناہ زشت خود منفعلم
وز قول بد و فعل بد خود خجلم

۲۶۸ تا محو شو و خیال باطل زدلم
فیضے بدلم ز عالم قدس رساں

۲۶۸ قول و فعل بد سے خجل ہوں مولا
۲۶۸ قول و فعل بد سے خجل ہوں مولا

ہرگز نمود شکست کس مقصودم
آزودہ نشد ز من لے تا بودم

۲۶۹ شادوم کہ حسود نیستم محسودم
صد شکر کہ چشم عیب بینم کورست

۲۶۹ دل میں نے کسی کا نہ کیا آزدہ
۲۶۹ دل میں نے کسی کا نہ کیا آزدہ

۲۶۹ حاسد نہیں محسود ہوں میں ہی سبکا
۲۶۹ حاسد نہیں محسود ہوں میں ہی سبکا

از بیم رقیب طوف کویت نکم
وز طعنہ خلق گفتگویت نہ کنم
لب بندم و از پائے نشینم اما ^{۲۸۰}
ایں نتوانم کہ آرزویت نہ کنم
کوچمیں ترے خون مدد سے نہ ہوں
مخلوق کے ڈر سے ذکر تیرا نہ کروں
چپ۔ یاد میں تیری پاؤں سے بیٹھوں ^{۲۸۰}
یہ سب سہی پر تجکو نہ دل سے بھولوں
چوں اُردہ ماند پوست پوشا بقی ایم
در سلسلہ حلقہ بگو شان تو ایم
گر بنوازی ز جاں خروشان تو ایم ^{۲۸۱}
ورنوازی ہم خموشان تو ایم
ہم بترے فقیروں میں ہیں لے شاہ شاہاں
گر ہم کو نوازے تو کریں جان نثار ^{۲۸۱}
اور تود نوازے تو بھلا بھائیں کہاں
ہر چند بصورت از تو دو واقدا م
ز نہار مبرطن کہ شدی از یاد م
در کوئے وفائے تو اگر خاک شوم ^{۲۸۲}
ز انجان تو اند کہ رہا ید یا دم
ہر چند کہ ظاہر میں ہوں میں تجھ سے جدا
میں خاک بھی گر گئے دنیا میں ہواؤں ^{۲۸۲}
کیا تاب اُڑائے مجھے پھر یاد صبا
دی تازہ گلے ز گلشن آور و نسیم
کز نکبت آں مشام جان یا نسیم
نے نے غلط کہ صفحہ بود از نسیم ^{۲۸۳}
مشکیں نقش معطر از خلق کریم
گلشن سے کل اک پھول اُڑا لائی نسیم
جان اُس سے معطر ہوئی ایسی تھی نسیم
بلکہ ورق نسیم سیہ جس کی رتسم ^{۲۸۳}
حق یہ ہے کہ تھی معطر از خلق کریم

بے چشم تو یاد نرگس تر نمکم بے لعل تو آرزوئے کوثر نمکم

گر خضر بن بے تو دہد آب حیات ^{۲۸۴} کافر باشم کہ بے توب تر نمکم

بے آنکھ کے یاد نرگس تر نہ کروں بے تیرے لب لعل کے کوثر نہ پیوں

دیں خضر بغیر تیرے گر آب حیات ^{۲۸۴} کافر ہو۔ جو لب ترکے تیرا منتوں

ما قبلہ طاعت آں دور و میدایم ایماں سہر زلف مشک بو میدایم

با ایں ہمہ دلدار بمانیکو نیست ^{۲۸۵} ماطالع خویش را نکو میدایم

میں نے بیخ دلدار کو سجا قبلہ خوشبو کو سہر زلف کی ایماں جانا

با ایں ہمہ خوش مجھ سے مرایا نہیں ^{۲۸۵} مدحیف کہ یہ ہے۔ مری قیمت کا کھا

یک جو زاتیا م نہ داریم و خوشیم گر چاشت بود شام نہ داریم و خوشیم

چوں پختہ بمای رسد از عالم غیب ^{۲۸۶} از کس طمع خام نہ داریم و خوشیم

آسودہ ہیں ہم پاس نہیں گو دھڑی ہم خوش ہیں جو اک وقت نے کچھ روٹی

جب پکی پکائی ہمیں دیتا ہے خدا ^{۲۸۶} حق یہ ہے کہ غیروں کی خوشامد کسی

چوں عود بنو دچوب بید آوردم روئے سیہ دموی سپید آوردم

تو خود گفتی کہ نا امید کی کفر است ^{۲۸۷} بر قول تو رستم و امید آوردم

جب عود نہ تھا بید کی لکڑی لایا باموئے سفید میں سیہ رو آیا

خود تو نے کہا۔ کنا امید ہی ہے کفر ^{۲۸۷} اس قول سے مطمئن دل اپنا پایا

گر پارہ کنی مرا ز سر تا بقدم	موجود شد م ز عشق تو من ز عدم
جانے دارم ز عشق تو کردہ رقم	خواہیش بشادی کُش و خواہیش بغم
ہر چند کہ توجھے ٹکڑے ٹکڑے	جی جاؤں میں پھر عشق میں ہر کریت
اس جان مرے دل پہ لکھا ہے ترا عشق	معنوم تو اب مار کہ سرور بجھے
بے روئے تو رائے استقامت نکم	کس را بہوئے تو ملاست نکم
در جستج و وصل تو اقامت نکم	از عشق تو توبہ تا قیامت نکم
بے چہرے کے تیرے نہ کرونگا میں قیام	الفت میں کسی کو نہ کروں گاہ نام
میں وصل کی جستجو کرونگا نہ تری	الفت تری چھوڑ دوں گانے خوش فحاش
ماجز بہ غم عشق تو در نفس ازیم	تا سرور اریم در غمت بازیم
گر تو سرور مابے سرور سامان داری	ما نایم و سرور قدرت اندازیم
سودا ہے اگر سر میں تو سودا تیرا	جب تک ہے یہ سر غم ہے ترا ماہ لعل
ہے قدر اگر تجھ کو ہمارے سر کی	ہم سر کو کر بیٹے ترے قدموں پہ فدا
در کوئے تو سرور سر خنجر بنہیم	چوں مہرہ جاں عشق تو در بر بنہیم
نامر دم اگر عشق تو از دل مینیم	سودائے تو کا فرم گراز سر بنہیم
سر رکھ کے ترے کو چہیں ہم خنجر بے	الفت کو تری جان سے بھیں بڑھ کر
گر ترک محبت کریں نامر وہیں ہم	کافر ہوں جو سودا ہو تیرا دلبر

من لائق عشق و ذر عشق تو نیم ز نہار کہ ہم نبرد عشق تو نیم
چوں آتش عشق تو بر آرو شعلہ ۲۹۰

میں اور ترا عشق و غم عشق ترا
جب شعلہ آتش محبت بھر دکا ۲۹۱

عشق تو ز خاص و عام پنهان حکیم دروے کہ ز حد گذشت ہماں حکیم
خواہم کہ دلم بدیگرے میل کند ۲۹۲

ہر اک سے ترا عشق چھپاؤں کیونکر
دل او کسی سے جو لگانا چاہوں ۲۹۳

دارم ز خدا خواہش جنات نعیم زابد کو ثواب و من بہ امید عظیم
من دست تہی میروم او تحفہ بدست ۲۹۴

میں چاہتا ہوں خدا سے جنات نعیم
میں دست تہی اور ہے وہ تحفہ بدست ۲۹۵

مادر رہ سودائے تو منزل کر دیم سوزیت مرا کہ آتش بدل کر دیم
در شہر مرا میان چشم میخوانند ۲۹۶

سودائے محبت ہے ہماری منزل
آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں جہاں جہاں ۲۹۷

اس آگ سے ہر وقت ہے سوزاں مرا دل
آفت کی بدولت ہے یہ رتبہ حاصل

جہدے کہم کہ دل زجاں برگیرم
چوں پردہ میان دل و دلدارم^{۲۹۶}
دلہ سر کرے دستاں برگیرم
برخیزم و خود را ز میاں برگیرم

کوشاں ہوں کہ دل جان ہوئے جدا
جب خود دل و دلدار میں پردہ ہوں یہا
اور کو چہ جانان میں جاؤں ڈیرا
اپنے کو اٹھانا۔ دریاں سے اچھا^{۲۹۶}

سرمایہ غم ز دست آساں ندیم
از و دست کہ یادگار دورے دارم^{۲۹۶}
دل بر مکمل از و دست کہ تا جان ہم
آں درد و بعد ہزار درماں ہم

چھوڑوں گانہ میں آفت دلدار کا غم
یہ درد ہے یادگار جانان گویا^{۲۹۶}
عشق اُس کا ہے دل میں سب تکلیف ہم
جائے گانہ یہ گرچہ ہوں درماں پیہم

یارب ز کمالِ لطیف غم گرداں
از عقل جفا کار دل انگار شدم^{۲۹۸}
واقف بحتائق خواصم گرداں
دیوانہ خود کن و خلاصم گرداں

تو فضل سے یارب مجھے اپنا کرے
دل عقل جفا کار سے زخمی ہے مرا^{۲۹۸}
کہوں اُن کے حقائق جو ہیں بندہ
دیوانہ بنا اپنا۔ پھر اکر اُس سے

یارب تو مرا بیار و مساز رساں
آنکس کہ من از فراق او غمیکنم^{۲۹۹}
آوازہ درد و من ہم آواز رساں
اور ابمن و مرا با او باز رساں

یارب مرے دلدار سے تو مجھ کو ملا
میں ہجر میں ہوں کے نہایت غمگین^{۲۹۹}
یہ نالہ درد و درد اُس تک پہنچا
میں اُس سے ملیں۔ مجھ سے ملے یا در

فریادِ رنگِ وی و رنگی شاں وز چشمِ سیاہ و صورتِ رنگی شاں

از اَوّل شب تا بدرم آخرِ شب ^{۳۰۰} ایہا ہمہ درِ قصہ منم چنگی شاں

فریاد ہے بد شکل گوئیوں سے خدا آنکھیں ہیں سیاہ رنگ ہے کالا جن کا

یہ شام سے تا صبح رہے قصہ کنّاں ^{۳۰۰} تکلیف سے رات بھر میں بیچیں ہا

بخنتے نہ کہ بادِ وست در آئینِ من صبرے نہ کہ عشقِ بے پرہیزم من

دستے نہ کہ با قضا در آویزم من ^{۳۰۱} پائے نہ کہ از زمانہ بگذریم من

ایسا نہ نصیباً کہ طے یار مرا اُلفت ہی کو چھوڑ دوش مجھے صبرِ تنہا

ہیں میرے نہ وہ ہاتھ قضاے جلاؤں ^{۳۰۱} بجاگوں جو کہیں ایسے کہاں پاؤں بھلا

اے نالہ گرت و مہیت اظہارِ کن واں غافلِ مستِ اُختر دے کن

اے دستِ محبت و ولایتِ بد ^{۳۰۲} واے باطنِ شرعِ مصطفیٰ کارے کن

اے نالہ اگر دم ہے تو اظہار بھی کر اُس غافلِ مست کو خبہ دار بھی کر

اے دستِ محبت و ولایتِ بد ^{۳۰۲} اے باطنِ شرعِ مصطفیٰ کار بھی کر

افتادہ بہم بگوشہ بیتِ حزن غمہائے جہاں مولسِ غمخاں من

یا رب تو بفضلِ خویشِ نذاں مرا ^{۳۰۳} بخشائے برنجِ حضرتِ اولیس قرن

گھر کیا ہے مرا گویا ہے اک بیتِ حزن ^{۳۰۳} مولسِ مرے دنیا میں سبھی رنج و محن

ہو جائیں در دستِ دانستہ میرے یارب بخشش ہو طفیلِ حضرتِ اولیس قرن

یارب ز قناعتم تو نگہ گرداں وز نور یقیں و لم منور گرداں

احوال میں سوختہ سرگرداں ^{۳۰۴} بے منت مخلوق میسر گرداں

یارب تو قناعت سے تو نگہ کرے اور نور یقیں سے دل منور کرے

مجھ سوختہ احوال کو سب کچھ مولا ^{۳۰۴} بے منت مخلوق میسر کر دے

رویت دریائے حسن و لعلت مرجاں زلفت عنبر صدف دہان و در وندان

ابر کشتی و چین پیشانی موج ^{۳۰۵} گرداب بلا غنچ و چشت طوفاں

چہرہ ہے جو بحر حسن لب ہیں مرجاں زلف عنبر صدف دہان - در وندان

ماٹھے کی شکن موج ہے - ابر کشتی ^{۳۰۵} گرداب بلا غنچ اور آنکھیں طوفاں

تا لعل تو دل فروز خواہ بودن کارم ہمہ آہ و سوز خواہ بودن

گفتی کہ بخانہ تو آیم روزے ^{۳۰۶} آں روز کہ رام روز خواہ بودن

جب تک ہے لب لعل دل افزو تر ہے آہ - مرا کام ٹپنا جلنا

تھا قول ترا آؤں گھاگن تگر ^{۳۰۶} وہ کو نسا دن ہوگا زمانہ سے نیا

جان ست زبان ست زبان و غم جاں گرجانت بکا راست نگہدار زباں

شیریں سخن گفت شاہ سخناں ^{۳۰۷} سر برگ درخت آں زباں باو خزاں

ہے دشمن جان تیری زبان جان چہا قابو میں مناسب ہے تجھے رکھنا زباں

کیا بات کہی شاہ سخن نے میٹھی ^{۳۰۷} سر برگ درخت ہے زباں باو خزاں

شوریدہ دے دقتہ گردل گریاں چٹے واشک جیوں جیوں

کاہیدہ تنے وشعلہ خرمن خرمن ^{۳۰۸} ہر شعلہ زکوہ قات افزول فرول

شوریدہ ہے دل بقتہ ہے گردل گریاں ہے آنکھ اشک جیوں جیوں

کاہیدہ ہے جسم وشعلہ خرمن خرمن ^{۳۰۸} ہر شعلہ ہے کوہ قات بھی افزول فرول

دور گرہ ما دوستی یک لہ کن ہر چیز کہ غیر راست آنرا یلہ کن

یک صبح باخلاص بیا بر دور ما ^{۳۰۹} گر کار تو بر ناید آنگہ گلہ کن

آدرگہ مولائیں تو یک سو ہو کر جو غیر خدا ہے دل سے کر دے بار

درگاہ میں صبح صبح - اخلاص سے آ ^{۳۰۹} بھر کام ہو تو لا شکایت لب پر

فریاد و دست فلک پیر دین کا نذر بر من تو بہشت و نہ کہن

بایں ہمہ نیز شکر می باید کرد ^{۳۱۰} گریں بزم کند کہ گوید کہ کن

اس جہ جہ سنگار نے وہ ڈھانے تم کچھ بھی نہ رہا پاس مرے اسکا ہے غم

بایں ہمہ لاتا ہوں بجا شکر خدا ^{۳۱۰} بدتر ہو جو حال کون مائے پھر دم

زوشعلہ بدل آتش پنهانی من زاندا زو گزشت محنت جانی من

معذورم اگر سخن پریشاں افتاد ^{۳۱۱} معلوم شود مگر پریشانی من

دل سو زور و نی سے جلا خاک ہوا ہے جان پر اب حد سے زیادہ صدمہ

باتوں میں بہکتا ہوں حق معذرتوں ^{۳۱۱} چلتا ہے مرے حال کا اس ہی پتا

دنیا گذراں محنت دنیا گذراں نے بربدراں ماندونے برپسراں

تا بتوانی عمر بطاعت گذراں ^{۳۱۲} بنگر کہ فلک چہ می کند باو گراں

یہ دہر و عجم دہر ذرا غور تو کر گذریگے سبھی بدوہ پد ہو کہ پسر
طاعت میں گذار عمر حتی الامکان ^{۳۱۲} اوروں پہ ستم چرخ کے رکھ مد نظر

گر سقف سپہر گرد و آئینہ چیں در تختہ فولاد شود روئے زمیں

از روزئی تو کم نشود دان بقیں ^{۳۱۳} می دان چہ نیست و چہ نیست و چہ نیست

گر سقف فلک آئینہ چیں ہو جائے اور روئے زمیں تختہ فولاد بنے
جو کچھ بھی ہو لیکن یہ سمجھ لے یہ بقیں ^{۳۱۳} کم ہو گا نہ اک روز تری روزئی

درویشی کن و قصد در شاہ کن وز دامن فقر دست کوتاہ کن

اندر دہین مار شو و مال مجوئے ^{۳۱۴} در جاہ نشین و طلب جاہ کن

درویش ہوا و قصد در شاہ نہ کر تو فقر کے دامن سے ہاتھ کوتاہ نہ کر
جاہ سانچے مٹھ میں طالب مال نہو ^{۳۱۴} گر جاہ میں لیکن طلب جاہ نہ کر

اے زلفِ مسلسل بلائے دل من وے لعلِ لب ت گرہ کشائے دل من

من دل نہ ہم بلے ورائے دل تو ^{۳۱۵} تو دل نہ ہی اگر ورائے دل من

میرے لیے یہ زلفِ مسلسل ہے بلا تیرا لبِ لعلیں گرہ کشا ہے دل کا
دل تیرے سوا دلوں نہ کسی اور کو میں ^{۳۱۵} گر تو بھی نہ دے غیر کو دل میرے سوا

برگوش و لہم مرغیب آواز رساں میخ دل خستہ را پیر واز رساں

یارب کہ بدوستی مردان بہت ^{۳۱۶} ایں گم شدہ مرا بہن باز رساں

کانوں کو مرے عینب کی آواز سنا یہ میخ دل اڑنے لگے طاقت پہنچا

جو تیرے ہیں دوست ان کا مہد یارب ^{۳۱۶} بجائے مجھے اب دل گم گشتہ مرا

اے خالق ذوالجلال و حق رحمن سازندہ کارہائے بے سامانان

خضمان مرا مطیع من می گرداں ^{۳۱۶} میرحماں را رحیم من می گرداں

اے خالق ذوالجلال تو ہے رحمن تو کام بناتا ہے جو ہیں بے سامان

دشمن کو مرے مطیع میرا کر دے ^{۳۱۶} ہو جائیں رحیم مجھے ظالم انسان

اے چشم من از دیدن رویت روشن از دیدن رویت شدہ خترم دل من

رویت شدہ گل خترم و خند گشتہ ^{۳۱۸} روشن میدن گشتہ ز رویت دل من

ہے آنکھ مری دید سے تیرے روشن دیدار سے میں خوش ہوں تیسے غنچہ دہن

گل ہو گیا باغ بارغ دیکھا جو تجھے ^{۳۱۸} روشن مراد دل تجھ سے ہوا سیم بدن

دور راہ یگانگی نہ کفرست و نہ دیں یک گام نغزو بروں نہ و راہ بین

اے جان جہان راہ اسلام گزین ^{۳۱۹} با مارسیہ نشین و باخود منشیں

وحدت میں برابر ہے وہ ہو کفر کر دیں تو اپنا قدم بڑھا خودی کھو کے کہیں

تو نے۔ رو اسلام۔ ہے مشہور مثل ^{۳۱۹} "با مارسیہ نشین و باخود منشیں"

شد ویدہ بعشق رہنمون دل من تاکر وہ پیر از غصہ درون دل من

ز نہار و لہم اگر نماز روزے ^{۳۲۰} از ویدہ طلب کنند خون دل من

اُفت میں یہ آنکھ رہنا ہے دل کی ہے بچ سے پُر دل کی مرے پہنائی
جاتا ربا دل اگر کسی روز مرا ^{۳۲۰} زینت کی مری آنکھوں سے ہوئی طبعی

دارم الے زور و خندان خنداں باگریہ تو اں گفت نہ خندان خنداں

دُور و گہرم جملہ بتاراج برنت ^{۳۲۱} و اں دُور و گہر چہ بود و ندان نماں

تکلیف سے ہوں دور کی اتنا مضطر کہہ سکتا ہوں ہنسکر نہ اُسے میں رو کر
موتی مرے جتنے تھے وہ برباد گئے ^{۳۲۱} یعنی وہ دانت تھے جو مانند گہر

اے آنکہ تراست عار از دیدن من مہرت باشد بجائے جاں در تن من

آں دست نگار بستہ خواہم کہ گے ^{۳۲۲} با خون ہزار کُشتہ در گردن من

اے وہ اگر مجھے دیکھنا ہے تجھ کو عار ہے ہر تری تن میں مرے جان لے یار
خواہش ہے کہ گردن میں حائل ہو وہ ^{۳۲۲} جو خون سے کشوں کہ ہو رنگین ہر بار

یار ب نظرے برین سرگرداں کن لطف بمن دل شدہ حیراں کن

با من مکن آنچہ من منزائے آنم ^{۳۲۳} آنچہ از کرم و لطف تو آید آں کن

یا نب نظر کرم پریشاں ہوں میں ہو لطف کہ دل خستہ و حیراں ہوں میں
جس جرم کے قابل ہوں فی اُس کی منز ^{۳۲۳} تیرے کرم و لطف کا خواہاں ہوں میں

سہل ست مرا بر سہر خنجر بودن یا بہر مراد خویش بے سہر بودن

تو آمدہ کہ کافرے را بکشی ^{۳۲۳} غازی چو توئی خوش ست کافر بودن

مشکل نہیں محکوتہ خنجر ہونا آسان ہے پئے مراد بے سہر ہونا

جب تجھ سا ہو غازی پئے قتل کافر ^{۳۲۴} ثابت ہوا پھر کفر کا بر تر ہونا

در راہ خدا حجاب شد یک سوزن رو جملہ کار خویش را یک سوزن

ورماندہ نفس خویش گشتی و مرا ^{۳۲۵} یکسو غم مال و دختر و یکسو زن

ہو جبکہ حجاب رہ حق اک سوتی سب چھوڑ کے لازم ہے تجھے کیٹنی

تو نفس سے اپنے عاجز آیا محک ^{۳۲۵} فکر زن مال و وزن و دختر ہی بگا

اے غم گذرے بکوئے بدناماں کن فکر من گزشتہ بے ساماں کن

زاں ساغر لبریز کہ پرمی غمست ^{۳۲۶} یک جرعہ بکار بے سراںجاں کن

سوائے محبت کی نگلی میں اک ^{۳۲۶} اے غم بھری فکر کہ ہوں میں مضطر

اُس جام سے جو ہے غم سے لبریز اک جرعہ کہ خوش جس سے ہوں ہم خستہ جگر

اے شمع چو ابرگر یہ وزاری کن اے آہ جگر سوز سید واری کن

چوں بہرہ وصل اونداری دل ^{۳۲۷} دنداں بجگر نہ جب گری خاری کن

روایہ کی مانند تو اے شمع سحر لازم ہے کہ ماتم کرے تو آہ جگر

جب وصل ہی ہوتا نہیں کمال ^{۳۲۷} تکلیف و غم و رنج اٹھا آٹھ پہر

خواہی کہ کسے شوی ز ہستی کم کن
ناخودہ مشراب وصل مستی کم کن

باز لبت بتاں درازوستی کم کن
بت را چہ گنہ تو بت پرستی کم کن

کچھ ہونا ہے مقصود تو ہستی کم کہ
مے و من کی جب ز پی توستی کم کہ
تو ز لبت بتاں پہ ہاتھ ہرگز نہ بڑھا
کیا بت بگا گناہ بت پرستی کم کہ

رفتم بے طبیب گفتم از در و نہاں
گفتا کہ ز غیر دوست بر بند زباں

گفتم کہ غذا؟ گفت ہیں خون جگر
گفتم ز چہ پرہیز؟ گفت از ہر دو جہاں

جا کہ جو طبیبوں سے کہا در نہاں
بولے کہ بجز یار نہ کھول اپنی زباں
پوچھا کہ غذا؟ کہا۔ یہی خون جگر
پرہیز جو پوچھا۔ تو کہا۔ ہر دو جہاں

آں دوست کہ مست عشق اور دشمن بجا
بر باد ہی و ہش خرمین جہاں

من در طلبش در بدر و کوئے بکوائے
اور در دل دست کردہ در گمراہی جہاں

وہ یار کہ ہے دشمن حال مست اسکا
بھرتا ہوں میں در بدر طلب میں کی
بر باد و محبت نے مجھے اُس کی کیا
وہ دل میں ہے نزدیک رگ جاتا تھا

اے عشق تو مایہ جنون دل من
حسن رخ تو رنجہ خون دل من

من و انہم و دل کہ در وصال چم
کس را چہ خبر ز اندر دل من

آفت میں تری دل مرا دیوانہ ہوا
سُرخ لے ترے چہرے کی دل خون کیا
ہے وصل میں جو حال وہ میں جاتا ہوا
کیا جانے کوئی حال جو ہے اس دل کا

بکر نیم از عشق تو لے سیمیں تن باشد کہ ز غم باز رہم مسکین من

عشق آمد و از نیم رہم باز آورد ^{۳۳۲} مانده خونیاں رسن در گردن من

میں عشق سے بھاگتے لے سیمیں تن شاید کچھٹوں س سے جو ہے بچ و بچ

بس عشق نے آ لیا مجھے رستہ میں ^{۳۳۲} خونی کی طرح ڈال دی گردن میں رسن

عشق آں صفتے نیست کہ بتواں گفتن دیں دُربسر الماس نشاید سُفتن

سودا ست کہ میز نم و اللہ کہ عشق ^{۳۳۳} بکر آمد و بکر ہم بخوابد رفتن

ہے عشق صفت وہ کہ بیاں ہو کس سے دُربوک سے میرے کی پر لے کس نے

سودا ہے مجھے و گردنہ اللہ یہ عشق ^{۳۳۳} ہے بکر اذالہ کی نہ قدرت ہے مجھے

مارا بنود و لے کہ کار آید ازو جُز نالہ کہ و مے ہزار آید ازو

چنداں بکر نیم کہ کو چہا بگل گردو ^{۳۳۴} نے روید و نالہ مائے زار آید ازو

دل وہ ہے - ہمارا کہ نہ کچھ کام کرے ہاں نالے ہزار - ایک دم میں کر لے

گلیوں میں ہوئی رونے سے میرے کچھ ^{۳۳۴} نے کے لئے پھر اہیں سے نہ گل ہیں گے

شبہائے ورازاے در یغابے تو دروے و فراق لے در یغابے تو

تو خفہ بنا ز اے در یغابے تو ^{۳۳۵} من در تب و تابے در یغابے تو

بے تیرے ورازا میں تنہا - افسوس یہ درد و فراق و ہجر تیرا - افسوس

آرام سے تو سو تا ہے شب بھر ادیں بیتاب جدائی میں - در یغابا - افسوس

سو داتے سر بے سرو ساماں کیسو بے مہری چرخ دور گرداں یک سو

اندیشہ خاطر پریشاں یک سو^{۳۳۶} اینہا ہمہ یک سو غم جاناں یک سو

سو داتے سر بے سرو ساماں ہے الگ بے مہری چرخ دور گرداں ہے الگ

اندیشہ خاطر پریشاں ہے الگ^{۳۳۷} یہ سب ہیں الگ اور غم جاناں ہے الگ

اے دل چو فراق یار دیدی خوشی دے دیدہ موافقت کہن جیوں شو

اے جاں تو عزیز تر نہ از یارم^{۳۳۷} بے یار نخواہمت ز تن بیر دل شو

اے دل غم فرقت میں لہو ہو جانا اے آنکھ بہا - ہجر میں رو کر دیا

اے جاں نہیں یار سے تو زیادہ عزیز^{۳۳۸} بے یار مرے جسم میں کیسا کام ترا

لے آمدہ کار من بجاں از غم تو تنگ آمدہ بردلم جہاں از غم تو

ہاں لے دل و دیدہ تالیر بزم^{۳۳۸} خاک ہمہ دشت خاوراں از غم تو

غم میں ترے جینا ہے مجھے سخت وبال دنیا ہے ترے ہجر میں مجھ کو جہاں

ہاں! اے دل و دیدہ بزم کو ناجیک^{۳۳۹} خاک دشت خاوراں لوں سر چڑاں

ہاں یاراں ہو جاں مرواں ہو مردی کنی و نگاہداری سہر کو

گر تیر جہاں رسد کہ بشکافد^{۳۳۹} باید کہ ز یک درگر نگر دانی رو

ہو جن کرو - ہاں شور مچاؤ یارو ڈٹ جاؤ بہادر! اگلی سے نہ ہٹو

دنیا کا جو تیر آکے چیرے اک بال^{۳۴۰} لازم ہے کہ منہ نہ موڑو سب ملے رہو

عشق است کہ شیر نر ز بول آید ازو از ہر چہ گماں بری فزوں آید ازو

گہ دشمنی کند گہ مہر انسزاید ^{۳۴۰} گہ دوستی گہ بوئے خوں آید ازو

یہ عشق وہ ہے شیر کو کرتا ہے زبوں قوت میں ہر اک چیز ہے یہ افزوں
کہرتا ہے عداوت تو کبھی مہر و کرم ^{۳۴۰} کرتی ہے کبھی دوستی سے بوئے خوں

دورم اگر از سعادت خدمت تو پیوستہ دست آئینہ طلعت تو

از گہمی آفتاب ہجرم چہ غمست ^{۳۴۱} دارم چو پناہ سایہ دولت تو

ہر چند کہ خدمت سے تری دور رہا طلعت کا تری آئینہ - دل ہے مل
کیا گہمی آفتاب ہجران کا ہو غم ^{۳۴۱} ہے سایہ دولت ترا بچھہر چھایا

لے نالہ پیر خانقاہ از غم تو وے گریہ طفل بے گناہ از غم تو

افغان خرویں صبح گاہ از غم تو ^{۳۴۲} آہ از غم تو ہزار آہ از غم تو

ہے نالہ پیر خانقاہ غم میں ترے ہے گریہ طفل بے گناہ غم میں ترے
مسرور فغان غم میں تھے مرغِ بحر ^{۳۴۲} لے آہ ہزار آہ غم میں ترے

لے آئینہ را دا وہ جلا صورت تو یک آئینہ کس ندید بے صورت تو

نے نے کہ ز لطف در ہمہ آئینہ ^{۳۴۳} خود آمدہ بدین صورت تو

آئینہ کو دی ہے تری صورت نے جلا خالی تری صورت سے نہیں آئینہ
بلکہ ہزار مہرہ بانی خود ہی ^{۳۴۳} موجود ہوا دیکھنے اپنا جلو

دردِ دل من دواش میدانی تو سوزِ دل من سزاش میدانی تو

من غرقِ گنہ پرده عصیانِ پیش ^{۳۴۳} پنهانِ چه کنم کہ فاش میدانی تو

واقف ہے دولتے دردِ دل سے تو ہی اب تو ہی بجھائیگا مرے دل کی لگی

ہوں غرقِ گنہ پرده عصیانِ پیش ^{۳۴۴} کیا تجھ سے چھپاؤں تجھ پٹا ہے سچی

من می شنوم کہ می بخشائی تو ہر جا کہ شکستہ السیت آنجائی تو

ما جامہ شکستگانِ درگاہِ توایم ^{۳۴۵} در حالِ شکستگانِ چہ فرمائی تو

مُنتہا ہوں میں یہ کہ بخش دیتا ہے تو جس جا کہ میں اٹکتے اُس جا ہے تو

میں حاضر درگاہِ دل شکستہ سارے ^{۳۴۵} کیا دیتا ہے تو حکم کہ مولا ہے تو

اے سبزی سبزہ بہاراں از تو سے سرخی سے گلے داراں از تو

آہ دل و اشکِ بیقراراں از تو ^{۳۴۶} فریاد کہ باد از تو دباراں از تو

سر سبز ہیں سبزہ زار تجھ سے سارے ہیں تجھے ہی گلے دار رنگت والے

سب تیرے لئے کرتے ہیں آہِ ذرا ^{۳۴۶} فریاد! ہوا تجھ سے باراں تجھ سے

اے پیر و جوانِ دہر شاد از غم تو فارغِ دلِ سچس مباد از غم تو

سرگردانم چو گردِ باد از غم تو ^{۳۴۷} سرگردانم چو گردِ باد از غم تو

غم سے تر ہے شاد بھی ہر وجہاں ایسا نہواں غم سے ہو خالی انسان

اس عالمِ غامی میں یہ مسکینِ ماجز ^{۳۴۷} غم سے ہے بگولے کی طرح سرگرداں

اے شعلہ طور۔ طور پر نور از تو ^{۳۴۸} مے مست بہ نیم جرعه منصور از تو

ہر شے جہاں جہاں نشور از تو ^{۳۴۸} من از تو مست از تو و مخمور از تو

اے شعلہ طور۔ طور تجھ سے پر نور ہے مست بہ نیم جرعه تجھ سے منصور

تجھ سے ہے جہاں اور جہاں کی ہر شے ^{۳۴۸} میں تجھ سے ہوں مست۔ مست تجھ سے منصور

اے کعبہ پرست چیت کین من تو صاحب نظرند خوردہ من تو

گر بر سنجند کفر و دین من تو ^{۳۴۹} و آئند نہایت لتسین من تو

کیا کعبہ پرست! کینہ۔ مسیہ اتیرا ہم دونوں میں عیب اہل نظر نے پایا

جانچیں وہ اگر دونوں کے نفروں کو ^{۳۴۹} تو غایت ایمان کا انگ لیں وہ پستا

از دیدہ سنگ خوں چکاند غم تو بیگناہ و آشنا ند غم تو

ورے خورم و غمت بھی نوش کنم ^{۳۵۰} تا آنکہ بکس و گر نماند غم تو

خوں روتا ہے پھر بھی یہ ہے تیرا غم فرق اپنے پرانے میں نہیں کرتا غم

میں اسلئے کھاتا ہوں۔ غم و درو ترا ^{۳۵۰} ہو جائے کسی کا۔ کبھی حصہ غم

ابرا از وہتقاں کہ ژالہ می روید و دشت از مجنوں کہ لالہ می روید از تو

خلد از صوفی و حور عین از زاہد ^{۳۵۱} از ما دلکے کہ نالہ می روید از تو

دہتقاں کے لئے ابر۔ جس سے اولیہ ہے مجنوں کے لئے دشت۔ لالہ جس کے لگے

صوفی کے لئے خلد۔ حور زاہد کے لئے ^{۳۵۱} نچھا ہے دل میرا۔ جس سے نالہ نکلے

جان و دل من فدائے خاک و رتو گہ فرمائی بدیدہ آیم بر تو

وصلت گوید کہ تو نداری سہرا^{۳۵۲} بے سرا و اہر نگہ ندار دسیر تو

قربان دل و جان ہے خاک در پرتے ہو حکم تو آنکھوں سے میں آؤں چل کے
کہتا ہے ترا وصل نہیں میری طلب^{۳۵۲} مرکز بھی نہ نکلیگی یہ خفا ہش دل سے

اے در و دل من اصل تمنا ہمہ تو اے در میر من مایہ سودا ہمہ تو

ہر چند بدوزگار و در می نگرم^{۳۵۳} امروز ہمہ توئی و فردا ہمہ تو

ہے دل کی مرے اصل تمنا تو ہی سر میں ہے مرے باعث سودا تو ہی
عالم کو بنو میں نے دیکھا بھلا^{۳۵۳} موجود ہر اک آن ہے مولا تو ہی

اے شمع و لم قامت سنجیدہ تو وصل تو حیات ایں ستمیدہ تو

چوں آئینہ پر شد و لم از عکس^{۳۵۴} سویت نگرم ولیک از ویدہ تو

دل کی مرے شمع قد موزوں تیرا ہے وصل ترا حیات میری گویا
روشن ہوا جب کس سے تیر میرا دل^{۳۵۴} پھر آنکھ سے تری تجھے میں نے دیکھا

زلفت بکشی شب دراز آید ازو در بگذاری ز چنگل - باز آید ازو

ورنچ و خمش زیکہ گہ باز کنی^{۳۵۵} عالم عالم مشک فر از آید ازو

اُس دلت کو تو بکشتے تو شب ہو پیدا گرجھوڑے تو ہو باز کا پسید انقشا
گر کھول دے تو رنچ و خمش اُس کے اکبار^{۳۵۵} خوشبو سے معطر ہو یہ ساری دنیا

من کیستم آتش بدل افرودختہ ^{۳۵۶} بر خرمین عشق چشم خود دودختہ

در راہ وفا چو سنگ آتش گروم ^{۳۵۷} شاید کہ رسم بصحبت سوختہ

میں کون ہوں؟ آتش بدل فروختہ ہوا

میں راہ وفا میں آگ پتھر ہو کر ^{۳۵۷} محبت میں کسی سوختہ تن کے پہنچوں

اے چشم تو چشم چشمہ چشم ہمہ ^{۳۵۸} بے چشم تو نور نیست در چشم ہمہ

چشم ہمہ را نظر بسوئے تو بود ^{۳۵۹} از چشم تو چشمہاست در چشم ہمہ

ہے آنکھ تری چشمہ چشم عالم

ہے تیری طرف لگی ہوئی سب کی آنکھ ^{۳۵۹} ممکن ہے کہ ہو جائے تری چشم گرم

ہجران ترا چو گرم شدہ نگامہ ^{۳۶۰} بر آتش من قطرہ فشاں زخامہ

من رستم و رستم و رستم من پیش تو نہ ^{۳۶۱} تا ہیچو کبوتر از تو آرونامہ

فرقت کا تری گرم جو باز رہا ہوا

میں تجھ سے جلا چھوڑ کے ہوں طائر ^{۳۶۱} تاکہ مرے پاس لائے تیرا نامہ

دارم صنیعہ چہرہ برا فروختہ ^{۳۶۲} با جور و جفا و ستم آموختہ

او عاشق و گیرے و من عاشق او ^{۳۶۳} پر وادہ صفت سوختہ سوختہ

غصہ میں ہوا سبج بھوکا مرایا

وہ اور یہ عاشق ہے۔ میں عاشق اسکا ^{۳۶۳} پر وادہ صفت سوختہ تن پر ہوں نما

ورگفتن ذکر حق زباں از ہمہ بہ طاعت کہ لبش کنی نہاں از ہمہ بہ

خواہی کہ ز پیل صراط آسان گزری ^{۳۶۰} ناں وہ بچہ نیاں کہ ناں ہمہ بہ

ہر کام سے ہے ذکر خدا کا اچھا بہتر ہے جو ہو طاعت شب پوشیدہ
آسان جو پل صراط پر چاہے گزر ^{۳۶۰} بھوکوں کو کھلا کہ خوش ہو رزق تیرا

چشم کہ سر شک لالہ گول آوردہ وز ہر مثرہ قطرہ ٹپے خوں آوردہ

نے نے بنظاہر ات دل غمشدہ ^{۳۶۱} از روزن سینہ سمر بردل آوردہ

آنکھوں سے مری جولا لہ گول شکستہ سینہ سے مرے خوں شدہ دل نکلے آیا ^{۳۶۱}
پلکوں پہ جو ہیں میرے لہو کے قطرے سراپنا نکلا ہے کہ تجھ کو دیکھے

اینک سر کوئے دوست اینک سر را گر تو نرو می روند گاہاں را چہ گناہ

جامہ چہ کنی کہو و نیلی و سیاہ ^{۳۶۲} دل صاف کن قبا ہی پوش و کلا

یہ کوچہ جاناں ہے یہ اُس کیارستہ ^{۳۶۲} دل صاف رکھ اور پہن ہی کلاہ اور قبا
کر تا ہے لباس کیوں سیاہ نیلا اور پیچ

دنیا طلباں ز حرص مستند ہمہ موسی کش و فرعون پرستند ہمہ

ہر عہد کہ با خدائے بستند ہمہ ^{۳۶۳} از دوستی حرص شکستند ہمہ

ہیں حرص میں مست طالبان دنیا ^{۳۶۳} فرعون کو پوجیں کہ جس میں موسی
اللہ سے ہر عہد انھوں نے کیا منسوب ہوئے حرص سے اُس کو توڑا

ماور ویشاں نشستہ در تنگ دہ ^{۳۶۴} کہ قرص جوے خوریم کہ پشت برہ

پیران کہن دانند و میران سرہ ^{۳۶۴} ہر کس کہ بجا بد نکر د جاں نہرہ

درویش ہیں ہم منزوی و گوشہ نشین ^{۳۶۴} کھاتے ہیں کبھی گوشت کبھی نان جوین
سب جانتے ہیں وہ امراہوں کہ فقیر ^{۳۶۴} وہ مٹ گیا کی ہم پہ نظر بہ جو کہیں

اے روئے تو مہر عالم آرائے ہمہ ^{۳۶۵} واصل تو شب روز تمنائے ہمہ

گر باد گراں بہ زمینی وائے بہن ^{۳۶۵} دریا ہمہ کس ہیچو منی وائے ہمہ

چہرہ ترا مہر عالم آرا سب کا ^{۳۶۵} سب چاہتے ہیں واصل شب روز ترا
افسوس ہے مجھ پر جو ہوا وروں پر کم ^{۳۶۵} افسوس ہے سب پر جو ہوا میری ہی جفا

من کیسم از خویش بہ تنگ آمدہ ^{۳۶۶} دیوانہ با خود بہ جنگ آمدہ

دوشینہ بکوئے دست از شکم گشت ^{۳۶۶} تالیدین پائے دل بسنگ آمدہ

میں ہوں کہ جینے سے بھی نفرت ہو گئے ^{۳۶۶} دیوانہ ہوں میں لڑتا ہوں اپنے ہی سے
گویا تھے اشک پائیل کے ٹھوکر کھا ^{۳۶۶} کل اُس کی گلی میں ٹوٹے اور نالہ بنے

اے نیک نہ کردہ و بدیہا کردہ ^{۳۶۶} و آنکھ بہ لطف حق تو آکر دہ

بر عفو مکن تکبیر کہ ہرگز نہ بود ^{۳۶۶} ناکر دہ چو کر دہ کردہ چوں ناکر دہ

نیکی تو نہ کی عمر بڑائی میں کٹی ^{۳۶۶} امید پھر اُس پہ لطف حق کی کیسی
تو غرہ نہ کر عفو پر ہرگز نہ ہو ^{۳۶۶} نیکی کی جزا بدی - بدی کی نیکی

جز وصل تو دل بہر چہ بستم توبہ بے یاد تو ہر جا کہ نشستم توبہ

در حضرت تو توبہ شکستم صد بار ^{۳۶۸} زیں توبہ کہ صد بار شکستم توبہ

دل جس سے بجز تیرے لگایا توبہ فاضل تجھ سے جس جگہ کہ بیٹھا توبہ

سو بار ترے حضور میں ہے توبہ ^{۳۶۸} سو مرتبہ میں نے توڑی۔ توبہ۔ توبہ

معمورہ دل بعلم آراستہ بہ معمورہ جاں ز کینہ پیراستہ بہ

از ہستی خود ہر چہ تو اں کا ستہ بہ ^{۳۶۹} ہر چیز کہ ز غیر ست ناخواستہ بہ

آراستہ ہو علم سے وہ دل اچھا باطن وہ ہے جس میں نہو کچھ بھی کینا

ہستی سے ہو جو چیز بھی کم ہے بہتر ^{۳۶۹} ہر شے کی طلب فضول و حقیرے سوا

پاکی و منتر ہی وہ بے ہمتائی کس را نبود ملک بایں زیبائی

حلقاں ہمہ نختہ اند خود آگاہی ^{۳۷۰} یارب تو در لطف بمابکشائی

بے مثل ہے پاک ہے منتر ہے تو ملک ایسا کسی کا نہیں یکتا ہے تو

آگاہ ہے تو خلق ہے ساری نازل ^{۳۷۰} کر مجھ سے کرم کہ میرا مولا ہے تو

اے خالق ذوالجلال اے بار خدا تا چند روم در بدر و جائے بجائے

یا خانہ اُمید مرا در بر بند ^{۳۷۱} یا قفلِ جہاتِ مراد ربکشائے

اے خالق ذوالجلال اے بار خدا پھر تار ہوں در بدر کہاں تک مولا

یاد دل سے مرے مٹا امید و کمری ^{۳۷۱} یا میری جہات۔ جلد پوری فرما

یا سرکشے عدو اسر کو بے یا خار و خنہ زمانہ را جا رو بے

بگرفت و لم ازین خنیاں یارب ^{۳۴۲} حشرے نشرے قیامتے آشوبے

ایا کوئی ہو کہ سر عدو کا نچلے یا پاک جہاں کا خس و خاشاک کرے

دل تنگ ہوا ہوں ان کینوں سے خدا ^{۳۴۲} ہو حشر بپا بس اب قیامت آئے

در کوئے خودم مسکنِ مائے وادی در بزم وصال خود مرا جادادی

القصۃ بعد کیشمہ و ناز مرا ^{۳۴۳} عاشق کر دی و سر بصر ادا دی

کوچے میں مجھے اپنے بلایا تو نے اور بزم وصال میں بٹھایا تو نے

القصۃ بعد کیشمہ و ناز ادا ^{۳۴۳} عاشق کیا صحرا میں پھر آیا تو نے

اے شاہ ولایت و دو عالم مددے بر عجز و پریشانی عالم مددے

اے شیر خدا زود بفر یا دم س ^{۳۴۴} جز حضرت تو پیش کہ نا لہم مددے

اے شاہ ولایت و دو عالم مددے عاجز ہوں نہایت مجھے ہے غم مددے

اے شیر خدا جلد خبر لیجئے مری ^{۳۴۴} حضرت کے سوا کون ہے ہمد مددے

یا گردن روزگار را نہ بنجیرے یا سرکشی زمانہ را تدبیرے

ایں زانغوشاں بسے پریدہ بلند ^{۳۴۵} شگے جوئے گئے تفنگے تیرے

یا گردن روزگار میں ہوز بنجیرے یا سرکشی زمانہ کی ہو تدبیرے

اڑنے لگے اب زیادہ یہ زانغ صفت ^{۳۴۵} گوچھن ہو کہ بندوق ہو یا ہو کوئی تیرے

نآزار دے را کہ تو جانِش باشی ^{۳۴۵} معشوقہ پیدا و نہانش باشی

زاں می ترسم کہ از دل آزاری تو ^{۳۴۶} دل خوں شود و تو در میانش باشی

جس دل کی ہے تو جان اے ہرگز نہ ستا ^{۳۴۶} معشوق ہے تو ظاہر و باطن دل کا

تو دل کو ستاتا ہے تو ڈرتا ہوں میں ^{۳۴۶} دل خون ہو۔ تو دل میں ہو اے مولا

لے شیر خدا امیر حیدر فتحی ^{۳۴۷} دے قلعہ کشائے باب خیبر فتحی

درہائے اُمید بر رخِ لبستہ شدہ ^{۳۴۷} لے صاحبِ ذوالفقار و قنبر فتحی

لے شیر خدا امیر حیدر دے ^{۳۴۷} اے قلعہ کشائے باب خیبر دے

درہائے اُمید بنداب بھجپے ہوئے ^{۳۴۷} اے صاحبِ ذوالفقار و قنبر دے

لے آنکھ تو در و در و منداںانی ^{۳۴۸} در مان و علاجِ مستمنداںانی

حالِ دلِ خویش را چہ گویم با تو ^{۳۴۸} ناگفتہ تو صد ہزار چنداںانی

معلوم ہے در و در و منداںانجکو ^{۳۴۸} آتی ہے دوائے مستمنداںانجکو

کیا حالِ دل اپنا کہوں۔ بے تیر کے ^{۳۴۸} معلوم ہے خود ہزار چنداںانجکو

آنی کہ تو حالِ خستہ حالاں دانی ^{۳۴۹} احوالِ دل شکستہ بالاں دانی

درخواست از سینہ سوزاں شنوی ^{۳۴۹} و رومِ نرِ نغم زباں لالاں دانی

ہے تجھ پر عیاں خستہ دلوں کا احوال ^{۳۴۹} معلوم ہے دل شکستہ مخلوق کا حال

میں دل سے پکاروں تجھے تو جب بھی ^{۳۴۹} گر چپ رہوں۔ گو گوئی بھی تو بکلیا

گر دیکھنی چہ بامنی پیش منی گر پیش منی چہ بے منی دیکھنی

من باتو چنانم لے نگار بینی ^{۳۸۰} خود غلطم کہ من تو ام یا تو منی

دل میں ہے تو ہے میں میں تو پیش نظر ہے پیش نظر میں میں دور دل سے جدا
یوں ساتھ ہوں میں تیرے نگار بینی ^{۳۸۰} اپنے پہ ترا ہوتا ہے دھوکا کشر

یارب در خلق تکیہ گا ہم نہ کنی محتاج گدا و بادشاہم نہ کنی

موتے سیہ ام سفید کردی بکرم ^{۳۸۱} باموتے سفید رو سیہ ہم نہ کنی

یارب نہ ہوں خلق کا میں دست نگر سلطان و گدا کا مجھو محتاج نہ کر
جب تو نے کئے موتے سیہ میرے سفید ^{۳۸۱} ہو جاؤں نہ رو سیہ اسکا ہے خطر

حقاکہ اگر چہ مرغ پر داشتے روزے ز تو صد بار خبر داشتے

ایں واقعہ ام اگر نبوتے پیش ^{۳۸۲} کے دیدہ زویدار تو برداشتے

پر ہوتے اگر میرے تو پھر میں بخدا ہر روز خبر کو تری اڑ کر جاتا
یہ امر اگر ہوتا نہ مجھ کو مانع ^{۳۸۲} ہر وقت تجھے دیکھتا ہے ماہ لقا

دروے داریم و سینہ بریانے عشقے چہ عشق عالم سوزے

عشقے داریم و دیدہ گریانے ^{۳۸۳} دروے چہ دروے دروے در مانے

دل میں ہے اگر دروے تو سینہ بریاں ^{۳۸۳} رہتا ہوں غم عشق سے ہر دم نالاں
ہے عشق یہی وہ عشق جو عالم کو جلانے ہے دروہی وہ جسکا نہ کوئی در مانے

گر شہرہ شوی بشہر شتر اتاسی ورخانہ نشینی ہمگی وسواسی

بہ زان نبود کہ ہجو خضر والیاں کس نشاند ترا تو کس بشناسی ^{۳۸۴}

تو سب سے بُرا اگر ہو تیری شہرت دسواس کی ہے خانہ نشینی علت

دیکھے نہ تجھے کوئی خضر والیاں کی طرح ہر ایک کو تو دیکھے۔ ہو ایسی عورت ^{۳۸۴}

دُنیا سے دنی پر ہوس راجہ کنی آلودہ ہرنا کس دس راجہ کنی

آں یار طلب کن کہ ترا باشد پس معشوقہ صد ہزار کس راجہ کنی ^{۳۸۵}

دُنیا سے دنی پر ہوس ہے بے کار آلودہ ہر کس کو نہت دل رہنما

جو یار کہ ہو جائے ترا اُس کو چاہ معشوقہ صد ہزار کب کسی کا ہو یار ^{۳۸۵}

خواہی چو خلیل کعبہ بنیا دکنی واس را بہ نماز و طاعت آبا دکنی

روزے و و ہزار بندہ آزاد کنی بہ زان نہ بود کہ خاطرے شاد کنی ^{۳۸۶}

گر کعبہ بنانا چاہے تو مثل خلیل اُس کعبہ میں ہو عبادت رب میل

ہر روز بکثرت کرے آذ غلام دل کو خوش کرے یہ سبک بہتر ہے سبیل ^{۳۸۶}

اے و خرم چو کان تو سر ہاشدہ گئے بیروں نہ ز فرمان تو دل کسیر مئے

ظاہر کہ بدست ماست آرز شستم باطن کہ بدست است آرز تو بشوئے ^{۳۸۷}

سہ گیند ہوا کثر خیم چو کاں میں ترے ہیں تاج فرمان ترے دل میں جتنے

ظاہر یہ تھا اختیار ہم کو۔ کیا پاک باطن کو سنوار تو۔ یہ ہو گا بخت سے ^{۳۸۷}

غم جملہ نصیب چرخ خم بایستے یا با غم من صبر بہم بایستے

یا مایہ غم جو عسر کم بایستے ^{۳۸۸} یا عسر باندازہ غم بایستے

یا ہوتا نصیب چرخ غم تھا جتنا یا صبر دیا ہوتا جو غم ہم کو دیا

یا عمر کی مانند عسر بھی تو ہوتا ^{۳۸۸} یا عمر باندازہ عسر ہوتی مولا

اے خالق ذوالجلال ہر جانوے مے رہر و رہنمائے ہر بھرنے

بستم کمر امید بر ورگہ تو ^{۳۸۹} بکشائے دے کہ من ندام خبرے

اے خالق ذوالجلال ہر ذی ہستی ہے بے خبروں کی رہنمائی تری

ورگہ میں تری آیا ہوں بے کرا امید ^{۳۸۹} کر فضل سے پوری مری امید دلی

اے دل اگر اس عارض دلجو مینی ذرات جہاں را ہمنہ سیکو مینی

در آئینہ کم نگر کہ خود ہیں نشوی ^{۳۹۰} خود آئینہ شوتا ہنگی او سینی

وہ عارض و مجرا اے دل دیکھے اچھے نظر آئیں اس جہاں کے ذتے

دیکھ آئینہ کم کہ تو نہ خود ہیں ہو جائے ^{۳۹۰} خود آئینہ بنکے دیکھ اُس کے جلوے

تا ترک علایق و عوایق مکنی یک سجدہ شائستہ لایق مکنی

حقا کہ ز دایم لات و عزتی نہی ^{۳۹۱} تا ترک خود و جملہ خلایق مکنی

جب تک نہ کر گیا ترک تو خلق سائے ہو گا نہ ادا سجدہ لائق تجھ سے

چھوٹے سگاہ تو شرکے ہرگز دانہ ^{۳۹۱} بیتک کہ نہ تو خلق خودی کو چھوڑے

من کیستم از قید و د عالم فری ^{۳۹۲} غنقا منشی بلند ہمت مرد
دیوانہ خودے بیا باں گردے ^{۳۹۲} لبریز محبتے سرا پا درے

میں قید و د عالم سے ہوں آزاد ک فری غنقا صفت و بلند ہمت اک مرد

دیوانہ ہوں میں اپنا بیسا بان نور ^{۳۹۲} لبریز محبت سے سرا پا ہوں درد

اے آنکہ ملک خویش پائندہ توئی ^{۳۹۳} در و این شب صبح نمایندہ توئی
کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ^{۳۹۳} بکشائے خدا یکہ کشائندہ توئی

عالم کا ہے تو مالک و پائندہ ہے تو ہو جائے جو شب صبح نمایندہ ہے تو

بیچارہ ہوں میں بند ہیں میرے سکام ^{۳۹۳} سلجھا مرے کاموں کو کشائندہ ہے تو

اے از تو بیباغ ہر گلے رانگے ^{۳۹۴} ہر مرغے از شوق تو آہنگے
باکوہ زانند وہ تور مرے کفتم ^{۳۹۴} برخاست صدائے نالہ از ہر سنگے

ہے باغ میں ہر پھول تجی سے رنگیں ^{۳۹۴} تجھ سے ہی طونرنہ زن ہیں بقیں

جب غم کا ترے مجید پہاڑوں سے کہا ^{۳۹۴} ہر رنگ سے پیدا ہوئی اک آہ حزیں

پیوستہ ترا دل ربودہ معذوری ^{۳۹۵} غم ہیچ نیاز مودہ معذوری
من بے تو ہزار شب بخون خفتم ^{۳۹۵} تو بے من شبے بنودہ معذوری

دل ایسا ترا کام ہے معذور ہے تو ^{۳۹۵} کچھ غم ہے نہ آلام ہے معذور ہے تو

آغشتہ بخون سویا ہوں اکثر شب کو ^{۳۹۵} مجھ سے تجھے ابرام ہے معذور ہے تو

نزد و تو نیست چشم خالی ز منی ہر جا کہ ولایت شد گرفتار غمی

۳۹۶ بیماری تو باعث نابودنِ با ست اے باعثِ عمر مانبا شد المی

ہر آنکہ ترے غم میں ہے گریاں ہر دم جو دل بھی ہے اُس کو ہے نقطہ ترا غم

۳۹۷ بیمار ترا ہونا ہے سیرا مرنا تو ہے مرجان - تجکو نہ کچھ پہنچے الم

از ہستی خویش تا پیشاں نشوی سر حلقہ عارفان و مستان نشوی

۳۹۸ تا در نظرِ حق نہ گردی کانہ در مذہب عاشقانِ مسلمان نشوی

ہستی سے پیشاں نہ جب تک ہوگا ممکن نہیں تو ہو سرگروہ عرفا

۳۹۹ جب تک نظرِ حق میں نہ ہو گا کانہ عشاق کے مذہب میں مسلمان کیا

در کوئے قومی دہند جانے بجھے جانے بجوے چہ کاروانے بجوے

۴۰۰ از وصل تو یک جوبہاں ملی رزو زین جنس کہ مایمِ جہانے بجوے

کوچے میں ترے جوئے کے عوض دیتے ہیں اک جان ہے کیا ہزار جانیں - جانان

۴۰۱ ہو وصل تو اک جوبہاں کی قیمت اک جوئے ہے ہماری جنس کا ہے جو جہاں

گہ شا نہ کشِ طرہ لیلیٰ باشی گہ در سرِ مجنوں ہمہ سودا باشی

۴۰۲ گہ آئینہ جمالِ یوسف گروی گہ آتشِ خرمن ز لینا باشی

تو شا نہ کشِ طرہ لیلیٰ ہے کبھی بلکہ سرِ مجنوں میں بھی سودا ہے کبھی

۴۰۳ آئینہ کبھی جمالِ یوسف کا ہے تو آتشِ خرمن ز لینا ہے کبھی

قصیدہ کی نظریں ہر نہ دیکھ کا

لے دل بر دوست تحفہ جزبانی
دروے چو دہند نام درماں نبری
بے دروز و دوست نالائستی^{۴۰۰}
خاموش کہ عرصن در دمنداں نبری

تھلے دل نہ بجز جان۔ کوئی یار کوئے
دروست کے دروکی بے درو کے فرماؤ نہ کہہ^{۴۰۰}
درد لاحق ہو تو درماں کا کبھی نام نہ لے
درد مندوں کا جو تہہ چہ وہ تو کیا جانے

لے دیدہ مرا عاشق یائے کردی
حیران رُخ لالہ عذارے کردی
کامے کردی کہ یہی نتوان گفتن^{۴۰۱}
اللہ اللہ چہ خوب کارے کردی

اے آنکھ کیا یار کا عاشق تو نے
دو کام کیا تو نے کہ اللہ اللہ^{۴۰۱}
حیراں رُخ حلقہ دکایا تو نے مجھے
اے آنکھ! میں سو جان و زبان تھے

تا نگذری از جمع بفرے نرسی
تا نگذری از خویش مبرے نرسی
تا در رہ دوست بے سرو پانثوی^{۴۰۲}
بے در و بمانی و بدرے نرسی

چھوڑ دے جمع جو واحد مجھے مد نظر
بے سرو پارہ جاناں میں ہو گا جب تک^{۴۰۲}
طالب مرد اگر ہے تو خودی سے بھی لڈ
درو کے عشق سے بے درد ہو گا کس

عشق وادی زابل مروت کردی
از دانش عقل و ہوش فردم کردی
سجادہ نشین باوقائے بودم^{۴۰۳}
میخوارہ و زندہ کو چہ گردم کردی

عاشق بنا کے درد بھی تو نے مجھے دیا
میں شیخ باوقار تھا لیکن۔ ہزار حیف^{۴۰۳}
عقل و خرد کا مجھ سے تعلق نہیں ہا
اب زندہ کو چہ گرد ہوں۔ میخوارہ بر ملا

اے چرخ بے لیل نہار آوری کہ فصل خزان گہبار آوری

مروان جہاں را ہمہ برفی میں ^{۴۰۴} نامرواں را برے کا آوری

اے چرخ بہت آئے گئے لیل و نہار کہ فصل خزاں گزری تو پھر آئی بہار

مردوں کو کیا ز پرز میں تو نے دفن ^{۴۰۴} نامرد جو تھے اُن کو کیا ہر سیر کا

اے آنکہ مکینہت ز رسد اورا کے کونین بہ پیش رحمت خاشاکے

از روئے کرم اگر بخشی مارا ^{۴۰۵} بخشیدہ از لطف تو مشے خاکے

اے وہ کہ نہ تنگو پاسے اوراک آئے تری رحمت کے دعا لہم خاشاک

بخشیدگا جو از راہ کرم تو محکو ^{۴۰۵} بخشش تری ہوگی گویا اک مشہ نامک

بے پاو سر آنشت خوں آشامی مروند ز حسرت و غم ناکامی

محنت زدگان وادی شوق ترا ^{۴۰۶} ہجرال کُشد و اجل کُشد بنامی

خونی صحرا ہے، ہجر گویا ایسا ناکام ہزاروں ہی کو جس نے مارا

محنت زدگان وادی شوق اکثر ^{۴۰۶} فرقت میں سرے اجل نے بدنام کیا

دستے نہ کہ از نخل تو چینم نمرے چشمے نہ کہ بر خویش بگریم قدرے

پائے نہ کہ در کوئے تو یابم گذرے ^{۴۰۷} روئے نہ کہ بر خاک بمالیم سحرے

دہ ماہہ کہاں جو تجھے منوش میں ہیں آنکھیں نہیں جو مال پہ میرے رونیں

دہ باؤں نہیں جائیں جو کہے ہیں تھے ^{۴۰۷} در پر ترے سودہ ہو کہاں ایسی جبین

لے ہر میر ہر کس از خیال تو بے بے یا و تو بر نیاید از دل فتنے

مفروش مرا بخش آزاد مکن ^{۴۰۸} من خواجہ یکے دارم و تو بندہ بے

ہر شخص کے دل میں ہیں تھے جلوے بے کرتے ہیں تجھے یا دہراک دم بندے
آزاد نہ کر نہ بخش تو مجھ کو نہ بچ ^{۴۰۸} تو ہی مرا آتا ہے بہت بندے ترے

اول ہمہ جام آشنائی وادی آخر یہ ستم ز ہر جدائی وادی

چوں کشتہ شد مگ بگفتی کشتہ کیست ^{۴۰۹} واد از تو کہ وادیوفائی وادی

خود مجھ کو پلا یا جام آشنائی پہلے خود ز ہر جدائی سے کیا کشتہ مجھے
جب مر گیا میں کہا۔ ہے کشتہ کس؟ ^{۴۰۹} گویا دی آپ - وادیوفائی تھے

لے کاش مرا بنفت آلا نیلے آتش بزوندے و بنجشانیلے

در چشم عزیز من نمک سانیلے ^{۴۱۰} وز دوست جدا شدن نفرمانیلے

روغنِ نطفہ ہی لے کاش چھڑک کر مجھ پر آگ دیتے مجھے ہومانہ جسم میں جلے
تھا یہ بہتر مری آنکھوں میں نمک بھر نہ ^{۴۱۰} دوست سے پیڑ جدا مجھ کو نہ کرتے دم

لے دل ز شراب جہل مستی تاکے وے نیست شوئدہ لاف ہستی تاکے

گر غرتہ بجر غفلت و آزنہ ^{۴۱۱} تر دامن و ہوا پرستی تاکے

اے دل یہ ہے جہل سے مستی کتنا کہ ہو جائیگا معدوم - لاف ہستی کتنا کہ
گر غرق نہیں ہے بجر غفلت میں تو بھر ^{۴۱۱} تر دامن و نفس پرستی کتنا کہ

گر صید عدم شوی ز خود رسته شوی و در صفت خویش روی بستر شوی

می و اں کہ وجود تو حجاب رسته^{۴۱۲} با خود منشیں کہ ہر زمان خستہ شوی

تو صید عدم ہو تو خودی سے چھوٹے ہو صید خودی جو اپنا پابند رہے
ہاں - تیرا وجود ہے حجابِ روح^{۴۱۲} تو چھوڑ خودی اپنی کہ مقصد پائے

اے دل تاکے کہ مصیبت افزا گروی اے خوں شدہ در و پیا گروی

انداختیم در بدر و کوئے بکوئے^{۴۱۳} رسوا گروی مرا تو رسوا گروی

اے دل کبتک مصیبت افزا ہوگا کبتک خوں ریز و درد پیا ہوگا
تو مجھ کو پھرا رہا ہے در درافس^{۴۱۳} رسوا کیا مجھ کو خود بھی رسوا ہوگا

تا بتوانی بکش بجاں بادلی می کوش کہ تا شود تیرا یار دلی

آزار دلی مجھے کہ ناگاہ کئی^{۴۱۴} کار دو جہاں در سر آزار دلی

جبتک بھی ہو تو جان پسہ دل کا بار کرسی کہ ہو صاحبِ دل تیرا یار
دل کو نہ مست کبھی کہیں اسیا نہ ہو^{۴۱۴} پہنچے تجھے ناگاہ دو جہاں کا آزار

دنیا را ہے بہشت منزل گاہے ایں ہر دو ہنر و اہل معنی گاہے

گر عاشق صادق ز ہر دو بگذر^{۴۱۵} تا دوست ترا بخود نماید راہے

دنیا ہے راہ - خلد ہے منزل گاہ یہ دونوں ہیں نزد اہل معنی پر گاہ
- - - - -^{۴۱۵} ت دکھائے تجھے راہ

دز گرمی بحث مجلس افسر شوی

سرگشتہ چو طفلان نو آموز شوی

۴۱۶ اور گرمی بحث میں ہو مجلس اندر

۴۱۶ لڑکوں کی طرح گویا ہے تو نو آموز

در مدرسہ گرچہ دانش اندوز شوی

در مکتب عشق باہمہ دانائی

تو مدرسہ میں ہو گرچہ دانش اندوز

۴۱۶ ہے مکتب عشق میں بائیں دانائی

گفت خود را کہ من خودم یکتائی

ہم آئینہ ہم جمال ہم بینائی

۴۱۶ بولا۔ میں خود ہی ہوں بائیں یکتائی

خود آئینہ، خود جمال خود بینائی

گفتم کہ کرائی تو بریں زیبائی

ہم عشقم و ہم عاشق و ہم معشوقم

جب پوچھا ہے کون تو۔ بائیں زیبائی

خود عشق ہوں، خود عاشق و خود معشوق

مت

ضروری اعلان

چونکہ ربا عیات حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس منظوم ترجمہ کا حق اشاعت دوامی جناب مترجم صاحب سے میں نے حاصل کر لیا ہے اسلئے صاحبان مطابع و ناشرین و تاجران کتب سے التماس ہے کہ وہ اس ترجمہ کو چھاپنے اور شائع کرنے کا قصد نہ فرمائیں اور نفع کے عوض نقصان نہ اٹھائیں۔ جس قدر جلدیں مطلوب ہوں ہم سے طلب فرمائیں۔

المع
قربان علی سبل ایڈیٹر اردوئے معلیٰ مالک شاہ جہانی پریس دہلی

رباعیات عمر خیام

مع ترجمہ منظوم اردو تاج الکلام جس میں عمر خیام کی مفصل سوانح عمری ہے
مع ہلاک نوٹ کے شامل ہے۔

سب سے پہلے خیام کا نوٹ ہے۔ اس کے بعد اسی صفحوں پر عمر خیام
کی زندگی کے حالات ہیں۔ پھر ایک سو بانوے صفحوں پر سات سو چونسٹھ حکیم عمر خیام
کی فارسی رباعیات اور ہر فارسی رباعی کے نیچے ملک الکلام قوی مرحوم کی اردو
رباعیات بطور ترجمہ کے درج ہیں۔ الغرض پورے تین سو صفحوں کا نامزد مجموعہ
مع ہفت بونڈ جلد کے دو روپیہ چار آنے، مجلد پارچہ دو روپے آٹھ آنے میں

رباعیات سیرمدحوم

مع اردو ترجمہ جو ہر منظوم باضاد رقعات حضرت سیرمدح حضرت سیرمد شہید کا اردو نگار
عالمگیر کے حکم سے قتل ہونیکا واقعہ کس نے نہ سنا ہوگا لیکن حضرت مولینا ابوالکلام آزاد
نے جیسا مؤثر نقشہ اس کا کھینچا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ پوری سوانح سیرمد
مولینا آزاد کے قلم سے ہے اور اس کے ساتھ سیرمد کی تمام رباعیات بھی مع ترجمہ منظوم
موجود ہیں۔ رباعیات سیرمد اسلامی تصوف اور عارفانہ چٹکوں کا ایسا نادر ذخیرہ اپنے
انداز رکھتی ہیں کہ دنیا کی کوئی زبان ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی، ترجمہ میں بھی سیرمد کا مستانہ
نگ جھلکتا ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۲ مجلد ہفت بونڈ ۱۴

قربان علی، دفتر اردوئے معاشی، جہانی پریس، دہلی

